﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 23/اپریل 2010ء | شمارہ 17
08/جمادی الاوّل 1431 ہجری قمری 23/شہادت 1389 ہجری شمسی

نیک حاکم کے لئے دعا

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی- اے اللہ جو شخص میری امت کا حاکم بنے اور ظلم کرے تو بھی اس پر سختی کر اور جو شخص نرمی کا سلوک کرے تو بھی اس سے نرمی کا سلوک کرنا-

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب فضیلۃ الامام العادل حدیث نمبر 3407)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ رکھا ہے مگر آخر میں آنے والے خلیفہ کا نام عیسیٰ رکھا ہے، مثیل عیسیٰ نہیں رکھا، اس لئے وہ آپ ہی آجائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ ہی ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ توریت کی کتاب استثناء میں مثیل موسیٰ ہی کہا گیا تھا۔ مگر یہاں اس کے خلاف بات تھی۔ پہلی کتابوں سے اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ آئے گا۔ مگر جب یہ ثابت ہو چکا کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور آچکے ہیں تو کوئی خیال بھی نہیں کرے گا کہ وہ زندہ ہو کر آجائیں گے۔

اس امّت کے لئے سلسلہ موسوی کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ ایک مسیح آئے اور علاوہ بریں چونکہ اس اُمّت کے لئے یہ کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں وہ یہود کے ہمرنگ ہو جائے گی۔ پھر یہ یہودی تو اُسی وقت ہوتے جب ان کے سامنے بھی ایک عیسیٰ پیش ہوتا اور اسی طرح پر یہ بھی انکار کر دیتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنے والا عیسیٰ آ گیا اور انہوں نے انکار کر دیا۔

''بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ رکھا ہے مگر آخر میں آنے والے خلیفہ کا نام عیسیٰ رکھا ہے، مثیل عیسیٰ نہیں رکھا، اس لئے وہ آپ ہی آجائے گا۔ اس قسم کے اعتراض بظاہر دھوکا دِہ ہیں اور ممکن ہے کہ وہ آدمی جو اصل حالات سے واقف نہیں اس کو سُن کر گھبرا جاوے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ ہی ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ توریت کی کتاب استثناء میں مثیل موسیٰ ہی کہا گیا تھا۔ پس اگر آپؐ موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتے تو کتاب والے کہتے کہ ہمیں تو مثیل موسیٰ کا وعدہ دیا گیا ہے نہ کہ موسیٰ کا۔ اس لئے ان کو توجہ دلانے کے واسطے وہی لفظ رکھا جو وہاں موجود تھا۔ مگر یہاں اس کے خلاف بات تھی۔ پہلی کتابوں سے اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ آئے گا۔ مگر جب یہ ثابت ہو چکا کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور آچکے ہیں تو کوئی خیال بھی نہیں کرے گا کہ وہ زندہ ہو کر آجائیں گے۔ رہا وفات کا مسئلہ، وہ ایسا صاف ہے کہ اس پر زیادہ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ **خدا تعالیٰ نے اپنے قول سے** يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ (آل عمران:56) **اور حضرت مسیح نے اپنے اقرار سے** فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ (المائدہ:118) **اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیت سے جب کہ معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو حضرت یحییٰ (علیہما السلام) کے ساتھ اکٹھا دیکھا، ثابت کر دیا ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ ورنہ اگر وہ زندہ ہیں تو مُردہ کے پاس رہنے کا کیا تعلق؟ اور اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع یہی کیا کہ مسیح فوت ہو گیا۔** جیسا کہ بارہا مَیں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تلوار نکال لی اور کہا اگر کوئی آپؐ کو مُردہ کہے گا تو اس کا سَر اُڑا دوں گا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خُطبہ پڑھا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران145) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسُول ہیں اور آپؐ سے پیشتر سب رسُول وفات پا چکے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں مسیح یا کسی اَور کی کیا خصوصیّت ہے؟ کیا حضرت ابوبکرؓ نے کسی کو باہر رکھ لیا تھا۔ اور صحابہؓ کب گوارا کر سکتے تھے کہ وہ کسی اَور کو تو زندہ تسلیم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تجویز کریں کہ آپؐ نے وفات پائی ہے۔

غرض صحابہؓ کا اجماع بھی موت پر مُہر کرتا ہے اور پھر عقل سلیم تو دُور سے اس کو دھکّے دیتی ہے۔ عام طور پر ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اگر عقل کے سامنے یہ پیش کریں کہ کانوں سے دیکھتے ہیں تو وہ کب اس کو مان لے گی۔ **اسی طرح جب آدم سے لے کر اب تک آسمان پر زندہ اسی جسم کے ساتھ جانے کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو ہم کیونکر مان لیں کہ مسیح زندہ اور اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ نظیر اگر کوئی ملتی ہے تو وہ ایلیاء کی آمد کی نظیر ہے جس کا وعدہ ملاکی نبی کی کتاب میں کیا گیا تھا اور اس کے آنے کا فیصلہ خود حضرت مسیح نے کیا کہ آنے والا ایلیاء یہی یوحنا ہے چاہو تو قبول کرو۔ اب اس نظیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ آمد کے یہی معنے ہوتے ہیں اور ایسے الفاظ بطور استعارہ کے استعمال کئے جاتے ہیں۔** اس کے بعد بھی اگر فیصلہ موت میں شک ہو تو پہلے ان دلائل کو توڑو اور پھر آنے والے کا جو فیصلہ حضرت عیسیٰ کی اپنی عدالت سے ہوا اس کے خلاف کوئی فیصلہ پیش کرو۔ انہوں نے تو ثابت کیا کہ آنے والا بروزی رنگ میں آیا کرتا ہے۔ **تم کہتے ہو کہ وہ حقیقی مُردے زندہ کر دیا کرتے تھے۔ پس اگر یہ سچ ہے تو کیوں انہوں نے ایلیاء کو زندہ نہ کر لیا تا کہ ان کی نبوت مشتبہ نہ ہوتی اور یہودیوں کی قوم تباہ نہ ہوتی۔** انہوں نے ملاکی نبی کی پیشگوئی ہی کا تو سوال کیا تھا۔ ان کی راہ میں روک اور پتھر وہی امر ہوا نہ کوئی اَور۔ اس تاویل پر جو حضرت مسیح نے کی تھی وہ راضی نہ ہوئے اور انکار کر کے لعنتی ٹھہرے۔

بعض اوقات جب اس دلیل کا نقض ہمارے مخالف نہیں کر سکتے تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدّل ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ محرف و مبدّل ہی سہی لیکن تواتر قومی کو کیا کرو گے؟ یہودی اب تک موجود ہیں۔ ان سے پوچھ لو کہ کیا وہ اس امر کے منتظر نہیں ہیں کہ مسیح سے پہلے ایلیاء ضرور آئے گا اور عیسائی بھی اس کے قائل۔ اگر وہ قائل نہ ہوتے تو ایلیاء کا بروز یُوحنّا کو کیوں تسلیم کرتے۔

پس یہودی اور عیسائی باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر اس امر پر بالکل متفق ہیں۔ ایسی صورت میں یہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ یہ امور ہمارے زبردست مؤیّد ہیں۔ جیسے یحییٰ کا نام الیاس رکھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ اس نام میں حکمت کیا ہوئی؟ اس کے جواب میں یاد رہے کہ یہود اسی شرارت کی وجہ سے منحرف ہوئے تھے کہ الیاس نہیں آیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے اس نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کا صحیفہ پیش کریں گے کہ اس میں کہاں لکھا ہے کہ مثیل آئے گا؟

پس یہودیوں کے لعنتی اور منحرف ہونے کے لئے یہ ابتلا انہیں آ گیا۔ اس امّت کے لئے سلسلہ موسوی کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ ایک مسیح آئے اور علاوہ بریں چونکہ اس اُمّت کے لئے یہ کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں وہ یہود کے ہمرنگ ہو جائے گی۔ چنانچہ بالاتفاق غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ (الفاتحۃ:7) میں مغضوب سے مراد یہود لی گئی ہے۔ پھر یہ یہودی تو اسی وقت ہوتے جب ان کے سامنے بھی ایک عیسیٰ پیش ہوتا اور اسی طرح پر یہ بھی انکار کر دیتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنے والا عیسیٰ آ گیا اور انہوں نے انکار کر دیا۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ یہ تو زیادہ ملزم ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے ایلیاء والی نظیر موجود تھی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ آمین۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 435 تا 437۔جدید ایڈیشن)

SEVEN VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. Arabic Speaker
2. Russian Speaker
3. Indonesian Speaker
4. Urdu Speakers (4 vacancies)

We are a UK registered charity organised as a religious community. We also run our own training academy and TV channels for viewers all over the world. ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the above seven posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record and be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

Likely posting	Main qualification/work	
Minister of Religion training academy London	Teach and edit Arabic magazine	Arabic speaker
Headquarters London SW18	Prepare and present religious programmes on TV	Russian speaker
Headquarters London SW18	Prepare and present religious programmes on TV	Indonesian speaker
Headquarters London SW18	Prepare, present and supervise preaching activities	Urdu speaker
Headquarters London SW18	Prepare, present on TV and supervise preaching activities	Urdu speaker
Editorial office London SW19	Research, present on TV and edit preaching articles	Urdu speaker
Minister of Religion training academy London	Teach and edit Urdu magazine	Urdu speaker

JOB DESCRIPTION:

You would be required to do some or all of the following:
lead congregational prayers and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve their social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; read news, sports or weather reports; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager to identify the needs of the targeted audience in South East Asia or Russia; working with the Channel Head and the wider team, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and in respect of the second and third advertised vacancies with some understanding of either Indonesian or Russian. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years and have a good record of performance. You will preferably have some previous broadcasting experience, although not essential, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East and the ability to read and predict local trends. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions and memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED:

You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE:

The stipend/customary offerings package include the following:
Above minimum wage or £2520/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg rates, gas, electricity paid; travel expenses reimbursed; 28 paid holidays per annum; private medical insurance cover.)

Closing Date: 5 May 2010

Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تاکیدی ارشاد

”نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑو۔ ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2005ء)

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ (16 اپریل 2010ء) کے صفحہ اول پر ارشادات حضرت مسیح موعودؑ میں نیچے سے چھٹی سطر میں سہواً ایک لفظ زائد ٹائپ ہو گیا ہے جس کے باعث مضمون بگڑ گیا ہے۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ اس جملہ کو یوں پڑھا جائے۔

”اسی طرح یہ رسول بھیجا گیا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا“۔

امداد طلباء

پسماندہ ممالک میں بہت سے والدین مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ ایسے مستحقین کے لئے جماعت میں ”امداد طلباء“ کے نام سے فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس فنڈ میں سے مستحق طلباء کی مدد کی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کے ہزاروں طلباء اس فنڈ سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جو مخیّر احباب اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ احمدیہ مسلم جماعت (AMJ) کے نام اپنے چیکس/رقوم براہ راست یا اپنی جماعت کی معرفت وکالت مال لندن کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 90

بلادعربیہ میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے مربیان کی روانگی

(۳)

پچھلی قسط میں ہم چار مربیان (محمد احمد نعیم صاحب، داؤد احمد عابد صاحب، نوید احمد سعید صاحب اور خاکسار محمد طاہر ندیم) کے دمشق میں قیام کے بعض واقعات کا ذکر کیا تھا اس قسط میں مزید کچھ امور کا تذکرہ پیش ہے۔

عربوں کا حافظہ

گزشتہ قسط میں ہم نے عربوں کی فصیح عربی زبان بولنے وغیرہ کے معاملہ میں کسی قدر سستی کا ذکر کیا تھا گو یہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن عربوں کی دیگر خصوصیات بھی اپنی جگہ مسلم ہیں۔اس کی دو مثالیں جو ہمارے کلاس فیلوز میں ہمیں نظر آئیں پیش خدمت ہیں۔

ہمارے ایک عرب کلاس فیلو کا امتحان کے لئے تیاری کا یہ طریق تھا کہ کتاب کے ہر باب کے اہم نکات کو شعر میں ڈھال کر لکھ لیتا تھا اور پھر امتحان میں ان شعروں کی بناء پر تمام مضمون بیان کر دیتا تھا۔

اسی طرح ایک اور دوست کا بلا کا حافظہ تھا۔ایک دن جبکہ ایک بہت ہی مشکل مضمون کا پیپر تھا ہم نے اس سے کسی نقطہ کی وضاحت چاہی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ اسکی کیا تفصیل وشرح ہے ہاں اگر آپکو کتاب کی نص مطلوب ہے تو میں سنائے دیتا ہوں کیونکہ میں نے شروع سے لے کر تقریباً صفحہ نمبر 200 تک کتاب حفظ کی ہوئی ہے۔

وفات مسیح علیہ السلام

شریعت کالج میں پڑھائی کے دوران عقیدہ اسلامیہ کے مضمون میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں غلط سلط معلومات بھی درج تھیں جن میں ایک یہ الزام بھی تھا کہ جماعت احمدیہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی قائل ہے جبکہ قرآن صراحتًا ان کے زندہ آسمان پر جانے کا ذکر کرتا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ وہاں پر تحقیق کے لئے ہر قسم کی کتب میسر تھیں اس لئے خاکسار نے اس وقت عصر حاضر کے ان عرب علماء کے اقوال اور بیانات ان کی اصل کتب سے اکٹھے کئے پھر ان پر تبصرہ اور اس مضمون سے متعلقہ بعض امور کی وضاحت کے ساتھ ساری تحقیق ایک چھوٹی سی کتاب کی شکل میں مرتب کر کے عربک ڈیسک کو ارسال کر دی۔''مصالح العرب'' کی گزشتہ اقساط میں ''وفات مسیح کے بارہ میں عصر حاضر کے عرب علماء کی آراء'' کے عنوان سے یہ تمام جمع شدہ اقوال معہ ترجمہ وتشریح پیش کر دیئے گئے ہیں۔

بعض مخلصین کا ذکر خیر

گو کہ دمشق میں تمام احمدی احباب خدا کے فضل سے مخلص تھے ان میں سے کئی احباب کا ذکر ہم ''

80 کی دہائی میں بیعت کرنے والے بعض مخلصین'' کے عنوان کے تحت کر آئے ہیں۔کئی بزرگ بعض اوقات کافی فاصلہ طے کر کے صرف ہم سے ملنے اور جماعت کی خبریں سننے آتے تھے۔ان میں سے سرفہرست مکرم ابونعیم صاحب تھے۔ ان کا گھر پہاڑ کے اوپر تھا اور وہ بڑھاپے کے باوجود ہفتہ عشرہ میں ایک بار ضرور ہم سے ملنے آجاتے تھے۔ خلافت سے انکی محبت کا عجیب رنگ تھا، کئی دفعہ لفظ ساتھ نہ دیتے تھے اور آنکھیں اور ان سے ٹپکنے والے آنسو دل کی بات کہہ جاتے تھے۔شاید انکی یہ سچی محبت اور اخلاص ہی تھا کہ باوجود نامساعد حالات کے اللہ تعالیٰ نے انکی وفات سے قبل انہیں 2005ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت اور خلیفہ وقت سے ملاقات کا شرف عطا فرما دیا۔

اسی طرح ایک پرانے مخلص دوست ابوسلیم صاحب تھے جن کی ہمارے شام کے قیام کے دوران ہی وفات ہوگئی تھی۔ یہ دوست ایک دفعہ ہم سے ملنے کے بعد دوبارہ باوجود ضعیف العمری کے سخت سردی میں نجانے کتنی دور سے ہمیں شرح ابن عقیل کی دو جلدیں دینے کے لئے تشریف لائے کہ شاید یہ ہماری پڑھائی میں مفید ثابت ہوں۔

مکرم سامی قزق صاحب

مکرم سامی قزق صاحب فلسطین کے ایک مخلص احمدی مکرم خضر قزق صاحب کے بیٹے تھے۔ مالی کشائش کے ساتھ ساتھ گو انکی اہلیہ بھی دمشق کے پرانے مخلص احمدی کی بیٹی تھیں لیکن وہ احمدیت سے برگشتہ ہو چکی تھیں اور انکے ساتھ ساری اولاد بھی احمدیت سے بہت دور تھی۔کئی دفعہ یہ ذکر کر کے بہت غمگین ہو جایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس، میں اپنے گھر میں اکیلا احمدی ہوں۔

دمشق میں ہم ان کے گھر واقع محلّہ رکن الدین ہی آ کر ٹھہرے تھے جس کا یہ معمولی کرایہ لیتے تھے۔

ہمارے توجہ دلانے پر 1996ء کے جلسہ برطانیہ میں شمولیت کے لئے تین افراد پر مشتمل ایک وفد شام سے بھی روانہ ہوا جس میں مکرم نذیر المرادنی صاحب سابق امیر جماعت شام، مکرم عمار المسکی صاحب اور مکرم سامی قزق صاحب شامل تھے۔

مکرم سامی قزق صاحب احمدی تو تھے لیکن زندگی کا بیشتر حصہ جماعت اور نظام جماعت سے دوری میں ہی گزار دیا تھا اس لئے جلسہ کے بارہ میں ان کے ذہن میں کوئی تصور نہیں تھا۔جلسہ پر روانگی سے قبل ایک دن کچھ دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مکرم مسلم الدروبی صاحب نے انہیں کہا کہ آپ کو وہاں جا کر ایک عجیب خوشی اور انبساط کا احساس ہوگا۔

ادھر ہم نے بھی عربک ڈیسک کو ان کے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ لیکن ہوا یوں کہ انکے اسلام آباد پہنچنے کی خبر عربک ڈیسک کے ممبران کو نہ ہوئی اور جلسہ کی انتظامیہ نے انہیں عام انتظام کے تحت ایک خیمہ میں جگہ دی۔ایک تو انہیں خیمہ میں سونے کی عادت نہیں تھی اس پر مستزاد یہ کہ نماز کے بعد انکے جوتے کا ایک پاؤں تبدیل ہوگیا۔اور بظاہر ان کے پاس بازار جانے اور نیا جوتا خریدنے کا بھی کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ ابھی تک ان کا رابطہ عربک ڈیسک سے بھی نہیں ہوا تھا۔گو انہیں کچھ دیر تک سوٹ کے ساتھ وہی عجیب وغریب جوتا پہننا پڑا لیکن اسکے بعد کے حالات نے ان کی کایا پلٹ دی۔ہوا یوں کہ عربک ڈیسک کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے فورًا انکو دیگر عرب برادران کے ساتھ انکی مخصوص رہائش گاہ پر منتقل کر دیا جہاں اپنے فلسطینی بھائیوں سے مل کر ان کو سب کچھ بھول گیا۔اگلے دن جلسہ کی انتظامیہ کا ایک کارکن ایک ڈبے میں کچھ جوتے لئے انکے کمرے میں بھی آیا اور پوچھا کہ کسی کا جوتا وغیرہ اگر گم ہوا ہو تو بتائیں۔محترم سامی قزق صاحب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ انکا تبدیل ہونے والا جوتا اس میں موجود تھا۔وہ کہتے تھے کہ میں سوچ نہیں سکتا کہ اتنے بڑے مجمع میں تبدیل ہونے والا جوتا اتنی آسانی سے مل سکتا ہے۔

یہ بظاہر بہت معمولی سا واقعہ ہے لیکن ان کے ایمان میں غیر معمولی اضافہ کا سبب بنا۔اس واقعہ سے نظام جماعت کی عظمت وافادیت بھی کھل کے سامنے آجاتی ہے اور جلسہ کے ہر شعبہ کی ظاہری اغراض ومقاصد کے علاوہ اس کی بعض پوشیدہ حکمتوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے دیگر عرب احباب کی طرح ان تین شامی احمدیوں کے ساتھ بھی نہایت محبت اور شفقت کا سلوک فرمایا، جس سے انکے اخلاص کا درخت شیریں ثمار سے لد گیا۔چنانچہ جب محترم سامی قزق صاحب واپس دمشق تشریف لائے تو ایک عجیب پرجوش انداز میں کہنے لگے: خدا کی قسم مجھ پر حرام ہے کہ آج کے بعد مکان کے کرائے کے طور پر میں آپ سے ایک پیسہ بھی وصول کروں۔ مجھے تو جماعت کا پتہ ہی اب چلا ہے۔

لہذا اسکے بعد ہم انکے فلیٹ میں 2000ء تک رہے لیکن انہوں نے ہم سے کبھی کرایہ نہ لیا۔

اسی سال ہم چار مبلغین کو دمشق یونیورسٹی میں اپنی تعلیم کے سلسلہ میں آٹھ ہزار ڈالر کی خطیر رقم کی فوری ضرورت پڑ گئی، اور اسکے لئے ہمارے پاس صرف ایک دن تھا۔متعدد احباب سے رابطہ کرنے کے بعد جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فوراً کہا کہ چار ہزار ڈالرز کے برابر رقم تو میرے گھر میں موجود ہے باقی کل صبح بنک سے نکلوا دوں گا۔چنانچہ اگلے دن ہمیں وقت پر مطلوبہ رقم مل گئی۔بعد میں جب مرکز سے ہمارے اکاؤنٹ میں یہ رقم ٹرانسفر ہوئی تو ہم نے محترم سامی قزق صاحب کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ وہ اپنی رقم ڈالرز میں لینا پسند کریں گے یا سیرین کرنسی میں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے تو آپ سے کوئی رقم نہیں لینی ۔ میں نے تو وہ رقم مسجد بیت الفتوح میں چندے کے طور پر دی تھی۔آپ نے اگست 2008ء میں وفات پائی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو غریق رحمت فرمائے، آمین۔

مکرم محمد الشوا صاحب

مکرم محمد الشوّا صاحب 1924 میں دمشق میں پیدا ہوئے اور 1950 میں ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی اور پھر تمام عمر وکالت کے شعبہ سے منسلک رہے جس میں بار کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔

آپ ایک منجھے ہوئے وکیل تھے۔شروع شروع میں ہمارے گھر میں فون کی سہولت موجود نہ تھی اور پاکستان فون یا فیکس کرنے کیلئے بازار جانا پڑتا تھا، مکرم محمد الشوا صاحب کا مکان ہمارے گھر سے کچھ فاصلے پر تھا۔ان کے گھر میں فون بھی تھا اور فیکس بھی۔ انہوں نے خود آ کر اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کی پیش کش کی۔اور ہمارے اصرار پر یہ طے پایا کہ ہم بل ادا کرنے کی شرط کے ساتھ انکا فون اور فیکس حسب ضرورت استعمال کر لیا کریں گے۔

باوجود اپنی مصروفیت کے انہیں اس بات کا بہت خیال رہتا تھا کہ نہ صرف ہم سیریا میں رہ کر زیادہ سے زیادہ عربی زبان سیکھیں بلکہ اسکا صحیح تلفظ ادا کرنا بھی ہمیں آنا چاہئے۔ اس لئے اکثر اوقات مجالس میں باتوں کے دوران احباب کو متنبہ کیا کرتے تھے کہ وہ اچھی فصحیٰ عربی بولیں تاکہ ہم لوگ مستفید ہوسکیں۔اسی طرح جب ہم بولتے تھے تو جہاں تصحیح کی ضرورت ہوتی ہمیں بتا دیا کرتے تھے اور جہاں تلفظ کی غلطی ہوتی تھی وہیں اسکی بھی درستگی فرما دیتے تھے۔ بلکہ انہوں نے ہمیں تلفظ درست کرنے کے لئے اس قدر وقت دیا کہ کچھ عرصہ کے لئے روزانہ ہم ان کے سامنے بلند آواز سے کوئی کتاب پڑھتے اور وہ ہر لفظ کو غور سے سن کر اس کا صحیح تلفظ ہمیں بتاتے تھے۔

اسی طرح جب بھی انہیں کوئی پڑھا لکھا شخص ملتا جس کے پاس وقت ہوتا تو فصحیٰ عربی کی بول چال کی پریکٹس کے لئے اسے ہمارے پاس بھیج دیتے۔ان میں سے ایک دوست بہت ہی قابل آدمی تھا اور ہم نے اپنے عرصہ قیام میں اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔محترم الشواء صاحب کی وفات 14/اکتوبر 2009ء کو ہوئی. اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔آمین

مکرم محمد اکرم الشواء

آپ مکرم محمد الشواء صاحب کے بیٹے تھے تقریباً روزانہ ہی اپنے بچوں کو لے کر ہمارے گھر تشریف لاتے تھے اور بچوں سے کہتے کہ فلاں سوال پوچھ لو۔ یوں ہماری بولنے کی پریکٹس ہوتی رہتی تھی۔اکثر اپنی گاڑی پر ہمیں سیر کو بھی لے جاتے تھے۔ان کے برین میں ٹیومر تھا جس کا بیرون ملک سے آپریشن بھی کروالیا تھا اسکے باوجود ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ یہ چند ماہ کے مہمان ہیں۔ انہوں نے حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا تو حضور نے فرمایا کہ اگر آپریشن نہ کرواتے تو علاج کا زیادہ فائدہ ہوسکتا تھا بہرحال حضورؒ نے انکا ہومیو پیتھی علاج شروع فرمایا جس کی وجہ سے ایک دفعہ جب چیک اپ کے لئے گئے تو ڈاکٹرز رپورٹس دیکھ کر حیران رہ گئے کہ برین میں آپریشن کا نشان تک مٹ گیا تھا۔ بہرحال اس علاج کے بعد چند ماہ کی بجائے آپ تقریباً دو سال زندہ رہے اور بالآخر بیماری کے شدید حملہ کی وجہ سے شاید 45 سال کی عمر میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

مکرم نذیر المرادنی صاحب

آپ محترم منیر الحصنی صاحب کی وفات کے بعد شام کے امیر مقرر ہوئے لیکن 1989ء میں جماعت پر پابندیاں لگ گئیں اور حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اب آپ اصحاب الکہف والرقیم کی طرح تالیف وتصنیف کی طرف توجہ دیں ۔چنانچہ مکرم نذیر المرادنی صاحب نے متعدد اختلافی موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں جو وہاں پر شائع بھی ہوگئیں۔

جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ آپ کو بھی 1996ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔آپ اس جلسہ پر حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کے ساتھ بتائے ہوئے بعض لمحات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

حضور نے ملاقات میں معانقہ کا شرف بخشا اور مجھے ایسے لگا جیسے مجھ سے زیادہ شدت کے ساتھ حضور انور مجھے اپنے سینے سے لگا رہے تھے۔پھر حضور نے فرمایا: آپ نے آنے میں کافی دیر کی، آپ کو تو کافی عرصہ پہلے آجانا چاہئے تھا۔

جلسہ کے بعد حضور انور نے ایک دعوت میں ہمیں بھی مدعو فرمایا۔ میں جا کر ایک کرسی پر بیٹھنے لگا تو مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے بتایا کہ حضور انور نے آپ کو مرکزی ٹیبل پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ جب حضور انور تشریف لائے اور کھانا شروع ہوا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ حضور انور کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں، لیکن جب میں نے دیکھنے کے لئے نظریں اٹھائیں تو دیکھا کہ حضور انور میری طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

واپسی سے قبل ہم نے چاہا کہ حضور انور سے الوداعی ملاقات ہو جائے۔ ہمیں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور انور اس وقت پروگرام ''لقاء مع العرب'' میں تشریف فرما ہیں تاہم میں حضور انور کی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں۔ حضور انور کو اطلاع ہوئی تو حضور خود باہر تشریف لائے، معانقہ کا شرف بخشا اور ہمیں پروگرام میں لے گئے۔ اور خود اپنے دفتر سے جگ میں امرود کا جوس لے کر تشریف لائے۔ میں سراپا حیرت بنا سوچ رہا تھا کہ یہ کتنا عظیم انسان ہے جو اپنے ادنیٰ خدام کو بھی اس قدر پیار اور شفقت کے ساتھ نواز رہا ہے کہ ایک گلاس ختم ہوتا ہے تو وہ آگے بڑھ کر اسکے گلاس میں اور جوس ڈال دیتا ہے۔

قافلے لے چلا ہوں یادوں کے

ہمیں سیریا سے 1999ء اور 2000ء کے جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کی توفیق ملی۔ 2000ء میں ہی ہماری پڑھائی مکمل ہوگئی اور اسکے بعد پاکستان واپس جانے کا ارشاد ہوا۔ اس لحاظ سے بظاہر یہ خلیفہء وقت سے ملنے کا آخری موقع تھا۔ انہی جذبات کو خاکسار نے ٹوٹے پھوٹے شعروں کی صورت میں حضور انورؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ میرا خیال تھا کہ جلسہ سالانہ کی مصروفیات کی وجہ سے اسکا جواب مجھے شاید پاکستان میں ہی ارسال کیا جائے گا۔ لیکن اگلے دن ہی محترم منیر جاوید صاحب نے بتایا کہ حضور انور نے آپ کی نظم کو پسند فرمایا ہے۔ پھر جب مجھے حضور انور کی طرف سے تحریری جواب ملا تو عمومی طور پر پسندیدگی کے اظہار کے ساتھ حضور انور نے فرمایا تھا کہ ''یہ شعر بہت عمدہ ہے'':

قافلے لے چلا ہوں یادوں کے
مجھ سے تنہا سفر نہیں ہوتا

ازاں بعد جب چند ماہ بعد یہ نظم رسالہ خالد میں چھپی اور حضور انورؒ کی نظر سے گزری تو حضور کی طرف سے دوبارہ حوصلہ افزائی کا خط موصول ہوا جس میں حضور انور نے ایک شعر کی تصحیح فرما کر اس عاجز غلام کو نواز دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

عربی زبان کی تعلیم کے بعد

2001ء میں خاکسار کی تقرری عربک ڈیسک میں ہوگئی اور اس وقت سے آج تک خدا تعالیٰ کے فضل سے مفوضہ امور کی انجام دہی کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ۔

محترم محمد احمد نعیم صاحب کی تقرری جامعہ احمدیہ یوکے میں 2006 میں ہوئی، بعد میں دسمبر 2008ء میں آپ کا تبادلہ عربک ڈیسک میں ہوگیا۔

دیگر دو ساتھیوں میں سے مکرم داؤد احمد عابد صاحب آج کل جامعہ احمدیہ سیرالیون کے پرنسپل کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے ہیں جبکہ مکرم نوید احمد سعید صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں عربی ادب کی تدریس کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

محترم نعیم صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر دینی معلومات پر مبنی عربی میں ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تحریرات نیز بعض ترجمہ شدہ تحریرات کو جمع کرنے کا کام بھی کیا جس پر مکرم ہانی طاہر صاحب اور عربک ڈیسک کے دیگر ممبران کی معاونت سے کام ہوا اور یہ کتاب اب ''الخزائن الدفینة'' کے نام سے چھپ چکی ہے۔ نیز آپ نے حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ''منصب خلافت'' کے ترجمہ کی بھی توفیق پائی ہے۔

عربک ڈیسک میں آ کر خاکسار کو 2003ء کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے محضر نامہ کا ترجمہ کرنے کا ارشاد ہوا تھا جسے بفضلہٖ تعالیٰ 2004 میں مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

خلافت کی صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر حضور انور نے ''حیات نور'' کا عربی ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا جس کو محترم عبدالمجید صاحب عامر کے ساتھ مل کر ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔

مقدس مقامات

آخر میں قارئین کرام کی دلچسپی اور علم کے لئے عرض ہے کہ شام کی سرزمین بے شمار ہیرے موتیوں کو اپنے سینے میں لئے ہوئے ہے۔ یہاں پر کبار صحابہ کے مزارات ہیں اور بہت سی تاریخی عمارات اور آثار موجود ہیں۔

بصری میں ابھی تک بحیرا راہب کے کلیسا کے بعض آثار موجود ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کو بچپن میں ہی پہچان کر آپ کے چچا سے کہا تھا کہ تورات کی پیشگوئیوں کے مطابق یہی آنے والا نبی ہے لہذا اسے فوراً لے جاؤ ورنہ یہود اس کے قتل کے درپے ہو جائیں گے۔

دمشق میں متعدد صحابہ کی قبور ہیں جن میں حضرت بلال، حضرت حفصہ، حضرت اوس بن اوس الثقفی، حضرت ابو درداء، حضرت دحیہ کلبی، حضرت ضرار بن الأزور رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

نیز دمشق کی جامع الأموی میں حضرت یحییٰؑ اور حلب میں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار ہے۔ اسی طرح دمشق سے کچھ فاصلے پر حضرت آدم کے بیٹے ہابیل کی قبر بھی موجود ہے۔

اسی طرح حمص میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا مزار ہے۔ اور معرۃ النعمان میں حضرت عمر بن عبد العزیز اور حضرت اویس قرنی کا مزار ہے۔ انکے علاوہ یہاں پر حضرت یوشع بن نون کا بھی مزار موجود ہے۔ اور رقّہ میں عمار بن یاسرؓ اور وابصہ بن معبدؓ کی قبریں ہیں۔

ان میں سے کئی قبور کے بارہ میں مختلف آراء پیش کی جاتی ہیں مثلاً حضرت بلالؓ کی ہی دمشق میں تین جگہ قبور ہیں۔ اسی طرح حضرت اویس قرنی کی بھی دو جگہ قبریں ہیں جبکہ کہا جاتا ہے کہ یمن میں بھی انکی ایک قبر ہے۔

علاوہ ازیں حضرت سیدہ زینب بنت علیؓ کا بھی یہاں پر مزار ہے جہاں کے گردونواح کی اکثر آبادی شیعہ حضرات پر مشتمل ہے۔ جبکہ کہا جاتا ہے کہ سیدہ زینب بنت علیؓ کا مزار مصر میں بھی ہے۔

علاوہ ازیں مشہور جامع اموی بھی ہے جس کے ایک مینار کے بارہ میں یہ خیال رہا ہے کہ اس پر مسیح علیہ السلام نے نازل ہونا ہے۔ اب پرانے دمشق کے مشرقی جانب ایک سے زیادہ مساجد کے سفید منارے بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بنائے گئے ہیں کہ جن پر، غیر احمدیوں کے خیال کے مطابق آسمان سے نزول کے بعد مسیح علیہ السلام کچھ توقف فرما سکیں گے۔

اگلی قسط میں ہم لقاء مع العرب اور محترم حلمی الشافعی صاحب کے بارہ میں کچھ امور کا تذکرہ کریں گے۔

(باقی آئندہ)

کچھ تو کہہ اے روشنی!

کچھ تو کہہ اے روشنی!
ایسی صبیح وخوبصورت ساعتوں کے رُوبرو
کیا ہوا گر
ہم ایک لمحے کے لئے
پیرہن خوشبو قدم تبدیل کرلیں
مَیں تری آنکھوں میں سمٹوں اور تُو مجھ میں اتر کر
قصرِ جاں کے سرد ویراں طاقچے روشن کرے
آرزوؤں کے کسی گوشے میں دھندلاتے ہوئے
بیزار خوابوں کی مسیحا بن کے اُن کو
شپّروں کی طرح سر پر ڈولتی کالی چھتوں کے خوف سے آزاد کردے
جن چراغوں کا دھواں دیوار و در پر جم چکا
صاف کر کے تو انہیں پھر
زندگی کے خال وخط روشن کرے
عین ممکن ہے کہ ایسے
مدتوں سے میرا کھویا آسماں واپس ملے
کچھ تو کہہ اے روشنی!
کب سے ترے رستے میں ہوں کب تک چلوں؟

(جمیل الرحمٰن۔لندن)

اعلان

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/ اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔

آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت:
تاریخ اشاعت: ناشر/طابع: تعداد صفحات: سائز کتاب: موضوع:

برائے رابطہ فون نمبرز:

آفس: 0092476215953
Res:047614313, Mob: 03344290902
فیکس نمبر: 0092476 211943
ای میل: tahqeeq@gmail.com , tahqeej@yahoo.com
ayaz313@hotmail.com

(انچارج ریسرچ سیل۔ربوہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جس انقلاب نے آنا ہے وہ کسی تلوار یا سیاسی داؤ پیچ سے نہیں آنا بلکہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور دعاؤں سے آنا ہے اور یہی انقلاب ہے جو دائمی انقلاب ہے۔

اس عہدِ بیعت کو جس کی دس شرائط ہیں ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ تبھی ہم اپنی روحانی زندگی کے سامان کر سکتے ہیں اور تبھی ہم احیاء دین کے کام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مددومعاون بن سکتے ہیں۔

(جماعت احمدیہ سپین کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ کی غرض وغایت کو سامنے رکھنے اور اپنے اندر پاک انقلاب پیدا کرنے کی اہم نصائح)

فیصل آباد (پاکستان) میں تین مخلص احمدیوں مکرم شیخ اشرف پرویز صاحب، مکرم شیخ مسعود جاوید صاحب اور مکرم آصف سعید صاحب ابن مکرم شیخ مسعود جاوید صاحب کی دردناک شہادت کا تذکرہ اور نمازِ جنازہ غائب۔ یہ شہداء ہمیشہ زندگی پانے والے ہیں۔ اس خاندان کی شہادتیں بھی انشاء اللہ رائیگاں نہیں جائیں گی۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 2/اپریل 2010ء بمطابق 2/شہادت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بشارت۔ پیدروآباد۔ سپین

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سپین کا جلسہ سالانہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ یہ جلسہ سالانہ آج دنیا کے ہر اس ملک میں جہاں جماعت احمدیہ کا قیام مضبوط بنیادوں پر ہو چکا ہے، ایک خاص امتیازی شان کا حامل بن چکا ہے۔ اور بڑے شوق سے مختلف ممالک کی جماعتیں اس کے انعقاد کی تیاری اور اہتمام کرتی ہیں۔ یہ اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ کیا اس لئے کہ دنیاوی میلوں کی طرح ہر سال لوگ جمع ہو کر اپنی دلچسپی کے اور تفریح کے سامان کر لیں۔ یقیناً نہیں۔ کیونکہ گزشتہ تقریباً 120 سال کے تسلسل سے ان جلسوں کے انعقاد نے احمدیوں کی اکثریت پر یہ واضح کر دیا ہے کہ ہمارا دو یا تین دن کے لئے جمع ہونا زمانے کے امام کی اس خواہش کے احترام میں ہے کہ میرے ماننے والے ان دنوں میں ایک جگہ جمع ہو کر اللہ اور رسول کی باتیں سنیں۔ اور نہ صرف باتیں سنیں بلکہ انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں۔ اور پھر اس لئے بھی احمدی اپنے دنیاوی کاموں کا حرج کر کے اس میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی ہوتا ہے کہ ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 281 جدید ایڈیشن)

یعنی یہ جلسہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کی حالت کے اظہار کے لئے نہیں ہے۔ آپؑ کی اس شدید تڑپ کے لئے نہیں ہے کہ لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کے اللہ اور رسول کی باتیں سنیں۔ یہ جلسہ صرف اس لئے نہیں منعقد کیا جا رہا یا کیا جاتا کہ آپ کے دل میں یہ تڑپ ہے کہ کاش لوگ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان لیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کریں۔ بلکہ فرمایا کہ اس کی بنیاد خالص تائید حق پر ہے۔ ویسے تو نبی کی ہر بات ہی اللہ تعالیٰ کی تائید لئے ہوئے ہوتی ہے اور اس پر عمل خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بناتا ہے۔ ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا بناتا ہے۔ لیکن جس بات کا خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو اس پر عمل اور اس کے لئے کوشش انسان کو عموم سے بہت بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور انعاموں کو بطور خاص سمیٹنے والا بنا دیتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی تائیدات ساتھ ہوتی ہیں تو ایک معمولی کوشش کئی سو گنا انعاموں کا وارث بنا دیتی ہے۔ بلکہ لاانتہا انعاموں کا وارث بنا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ تائید افراد کے ساتھ بھی ہے اور من حیث الجماعت، جماعت کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں ہم میں سے وہ جو خالص ہو کر امام زمان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس جلسہ میں اس لئے شامل ہوئے ہیں تا کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں بھی پیدا کریں اور اسلام کے غلبہ کے اس تقدیر کا حصہ بھی بن جائیں جس کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی جماعت کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور ان دنوں میں اس روحانی ماحول اور روحانی مائدہ جو مختلف تقاریر کی صورت میں پیش کیا جائے گا جس کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام پر ہی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی خاص تائیدات لئے ہوئے ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جائیں۔ اللہ کرے کہ یہ مقصد ہمیشہ ہر جلسہ میں شامل ہونے والے کے پیش نظر رہے۔ کیونکہ یہی مقصد ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے جلسہ میں شامل ہونے کا فائدہ ہے۔ ورنہ آپ کا یہاں آنا، تقریریں سننا اور وقتی جوش دکھاتے ہوئے نعرے لگانا بے فائدہ ہے۔

پس ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہیں، استغفار کرتے رہیں، دُرود پڑھتے رہیں تا کہ اپنے اندر انقلاب پیدا کرتے ہوئے اسلام کی تعلیم پھیلانے اور غالب کرنے میں حصہ دار بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا بہت سے جو اپنے دنیاوی کاموں کا حرج کر کے آتے ہیں ان کو کیا فائدہ کہ اپنا حرج بھی کیا اور دین بھی نہ ملا۔ پس ان دنوں میں اپنے وقت کا صحیح مصرف کریں، جس مقصد کے لئے آئے ہیں اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور جلسے کی برکات اور فیوض سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اگر اس بات کو ہر شامل ہونے والا جوان، بوڑھا، مرد، عورت سمجھ لے تو اس سے نہ صرف آپ کو فائدہ ہوگا بلکہ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح آہستہ آہستہ نیک فطرت لوگ اپنی دینی و دنیاوی بقا کے لئے اسلام کی آغوش میں آنا شروع ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جس انقلاب نے آنا ہے وہ کسی تلوار یا سیاسی داؤ پیچ سے نہیں آنا بلکہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور دعاؤں سے آنا ہے اور یہی انقلاب ہے جو دائمی انقلاب ہے۔ یہی انقلاب ہے جو کسی ایسی سازش کا شکار نہیں ہوگا کہ کسی طرح اور کب موقع ملے کہ اسلام کو اس ملک سے نکالا جائے۔ بلکہ لوگوں کی کوشش ہوگی تو یہ کہ کس طرح اسلامی تعلیم کو ہم اپنے اوپر لاگو کریں اور اپنی دنیا و عاقبت سنواریں۔

پس آپ لوگ جو چند سو کی تعداد میں اس وقت یہاں ہیں اور اکثریت پاکستانی احمدیوں کی ہے ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ آپ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ کا نمونہ نیک ہو۔ آج ہر احمدی کے نمونے نے ہی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ہمارے وقت میں، اس زمانے میں، ترقی کی رفتار متعین کرنی ہے۔ جس قدر ہم اپنے عملی نمونے دکھانے والے ہوں گے اور دعائیں کرنے والے ہوں گے، اس قدر جلد ہم احمدیت کی ترقی دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اس ملک میں آنے کے راستے بھی ہمارے لئے کھولے۔ کہاں وہ زمانہ تھا کہ ایک شخص خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہاں آیا جب حالات مکمل طور پر مخالف تھے۔ اسلام کا نام بھی چھُپ کر لیا جاتا تھا کجا یہ کہ تبلیغ کی جائے۔ اس مجاہد احمدیت کو مالی لحاظ سے بھی جماعت کی کوئی مدد حاصل نہیں تھی۔ خود عطر بیچ بیچ کر اپنا گھر بھی چلایا اور مشن کے اخراجات بھی پورے کئے اور انتظام بھی چلایا۔ ایک شوق تھا، ایک جذبہ تھا جس کے تحت ہمارے پہلے مبلغ مکرم کرم الٰہی صاحب ظفرؔ نے کام کیا۔ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، آخر کار اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق وہ زمانہ بھی آیا جب ان پابندیوں کا خاتمہ ہوا۔ افراد جماعت کو بھی یہاں آ کر آباد ہونے کا موقع ملا اور مبلغین کے آنے میں بھی آسانیاں پیدا ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک خوبصورت مسجد بنانے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ یہاں آنے والے اگر اپنے جائزے لیں تو ان کے دل گواہی دیں گے کہ باوجود یورپ کے باقی ملکوں کی نسبت معاشی لحاظ سے کم ترقی یافتہ ہونے کے، سپین میں آ کر آباد ہونے والوں کی اکثریت کے مالی حالات بہتر ہوئے ہیں۔ پاکستان کی نسبت ذہنی سکون یہاں میسر ہے۔ گو یورپ کے یہ ملک بعض اخلاقی برائیوں میں بڑھے ہوئے ہیں۔ بعض والدین کو اپنے بچوں کی دینی حالت کے بگڑنے کی یقیناً فکر ہے اور یہ جائز فکر ہے۔ لیکن اس لحاظ سے مَیں بات نہیں کر رہا۔ مَیں یہاں مذہبی آزادی کے لحاظ سے ذہنی سکون کی بات کر رہا ہوں۔ گو کہ اب یہاں یورپ کے بعض ملکوں میں بھی اس کے برعکس رجحان شروع ہو چکا ہے۔ اکثر ملکوں میں تو ابھی تک ایک لحاظ سے یہ مذہبی آزادی قائم ہے لیکن مذہبی پابندیوں کی ابتداء ہو چکی ہے۔ کہیں میناروں پر پابندی لگانے کی وجہ سے، کہیں حجاب پر پابندی لگانے کی وجہ سے۔ بہرحال فی الحال عمومی طور پر یہاں آزادی ہے۔ کسی حکومت یا قانون کی تلوار یہ کہہ کر نہیں لٹک رہی کہ تم اذان دو گے تو قید کر دیئے جاؤ گے یا کلمہ پڑھ کر توحید کا اعلان کرو گے تو جیل بھیج دیئے جاؤ گے۔ پس اس آزادی، سکون اور معاشی بہتری پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور شکرگزاری کرتے ہوئے جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جائیں۔ یہ دنیاوی ترقیات دین کو بھلانے والی نہ بن جائیں۔ دین سے دور لے جانے والی نہ بن جائیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ ہم پر ہماری کسی خوبی اور صلاحیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اصل میں تو ہمیں یہ بتایا ہے کہ جن لوگوں کو دنیا والے کشکول پکڑانے کی سوچتے ہیں اللہ تعالیٰ خود اپنی جناب سے ان کے لئے اور ان میں سے اکثر غریبوں کے لئے بھی اور کم کشائش والے لوگوں کے لئے بھی وسعتیں عطا فرماتا ہے۔ پس ہر وقت یہ خیال دل میں رہنا چاہئے کہ جو خدا ہمیں اس طرح نوازنے پر قدرت رکھتا ہے وہ ہم سے ہمارے کسی ایسے عمل سے جو اسے پسند نہ ہو ہمارے لئے ناراضگی کا اظہار بھی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی ایسی ہے جس کا کوئی انسان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس ہمیشہ جائزے لیتے رہیں۔ یہ دنیاوی سہولتیں اور آسائشیں اور کشائش جو ہمیں میسر ہیں وہ کہیں دین سے اور خدا سے دُور لے جانے کا ذریعہ تو نہیں بن رہیں؟ اگر بن رہی ہیں تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ بہت خوف کا مقام ہے۔ پس دنیاوی لحاظ سے بھی ترقی کی طرف اٹھنے والا ہر قدم ہمیں دین میں ترقی کی طرف لے جانے والا ہونا چاہئے۔ جب یہ سوچ ہو گی اور اس کے مطابق ہمارے عمل ہوں گے تو ہمارا اٹھنے والا ہر قدم ہمارے اپنے اندر بھی ایک انقلاب پیدا کر رہا ہو گا اور ہمارے ماحول میں بھی انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ وہ انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بنے گا جس کا گزشتہ تقریباً آٹھ سو سال سے اس ملک کے لئے خاص طور پر ہم انتظار کر رہے ہیں۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے ایک حدیث کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کی ایک فکر کے بارہ میں بتایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے تمہارے لئے یہ فکر نہیں کہ تمہارا غربت و افلاس کس طرح دور ہو گا۔ مجھے یہ فکر نہیں کہ میری اُمّت کو کشائش ملے گی بھی کہ نہیں۔ یہ چیزیں تو تمہیں ایک وقت میں مل ہی جائیں گی۔ لیکن اس دنیاوی دولت کے ملنے کی وجہ سے جو اصل فکر مجھے لاحق ہے وہ یہ ہے کہ تم اس دولت میں ڈوب کر، کشائش میں ڈوب کر، دنیا کی آسانیوں میں پڑ کر دوسری قوموں کی طرح ہلاک نہ ہو جانا۔

(صحیح مسلم کتاب الزهدوالرقاق باب الدنیا سجن المؤمن و جنة الکافر حدیث نمبر 7319)

اب دیکھیں بعض عرب ملکوں کی تیل کی دولت نے انہیں دین سے دور کر دیا ہے۔ کہنے کو تو اسلام کے علمبردار ہیں لیکن ان کے عمل انہیں اس سے دُور لے گئے ہیں۔ اور اسلام سے اس دوری کا اثر ان لوگوں پر بھی پڑتا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عرب سے اور خاص طور پر سعودی عرب کے لوگوں سے جو کچھ اسلام سیکھنا ہے وہی اصل اسلام ہے۔

نائیجیریا میں ایک صاحب نائیجیرین مسلمان جو احمدی نہیں تھے، حج کر کے آئے لیکن پھر بھی شراب نہ چھوڑی۔ اس پر ایک احمدی نے انہیں کہا کہ اب آپ حاجی ہو گئے ہیں اب تو خدا کا خوف کریں اور شراب چھوڑ دیں۔ کہنے لگے تم کونسا اسلام مجھے سکھا رہے ہو۔ مَیں نے تو سعودی عرب میں بھی شراب دیکھی ہے اور لوگوں کو مسلمانوں کو پیتے بھی دیکھا ہے۔ بلکہ مکّہ کے ماحول میں بھی مَیں نے بعض عرب مسلمانوں کو شراب پیتے دیکھا ہے۔

پس یہ آنحضرت ﷺ کی اس فکر کی تصدیق ہے جو ایک لحاظ سے پیشگوئی تھی کہ دولت آنے سے میری اُمّت ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ شراب جسے اُمّ الخبائث بھی کہتے ہیں، یعنی برائیوں کی ماں، جسے آنحضرت ﷺ نے اللہ کے حکم سے جب منع فرمایا تو مدینے کی گلیوں میں یہ پانی کی طرح بہنے لگی کیونکہ صحابہؓ نے ایک ہی وقت میں، بغیر کسی چوں چرا کے اپنے تمام شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔ (مسلم کتاب الاشربہ باب تحریم الخمر وبیان انها تکون من عصیر العنب...... حدیث نمبر 5025-5024)

لیکن آج ایک افریقن حج پر اپنے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے جاتا ہے تو ایک گناہ کو کرتے چلے جانے کا اجازت نامہ لے کر آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہلاکت ہو گی۔ دولت کی وجہ سے مسلمانوں کی جوان برائیوں میں مبتلا ہیں انتہائی مکروہ حالت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو اِثْمٌ کَبِیْرٌ کہا ہے۔ یعنی ایسا بڑا گناہ جو بار بار گناہ کرنے پر ابھارتا ہے اور نیکیوں سے روکتا ہے اس میں مبتلا ہونا ان کی ہلاکت کا باعث ہے۔ پس شراب اور جُوا وغیرہ جو ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے جوئے کو بھی شراب کے ساتھ بیان فرما کر اِثْمٌ کَبِیْرٌ فرمایا ہے۔ یہ برائیاں مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہیں۔ بلکہ ہر ایک کی تباہی کی بنیاد ہیں۔ کیونکہ یہ دین سے دُور لے جانے والی ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے والی ہیں اور جب انسان خدا تعالیٰ سے دُور چلا گیا تو پھر اپنے اوپر ہلاکت سہیڑ لی۔ پس ان ملکوں میں جہاں شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ جہاں ہر دکان پر، ہر ریسٹورنٹ پر، ہر پٹرول سٹیشن پر شراب ملتی ہے اور جوئے کی مشینیں لگی ہوئی ہیں اور یہ چیزیں پھر ترقی کی نشانی سمجھی جاتی ہیں احمدیوں کو بڑا پھونک پھونک کر چلنے کی ضرورت ہے اور نہ صرف اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچانا ہے بلکہ اپنی نسلوں کی، اپنے بچوں کی خاص طور پر ان کی جو نوجوان ہیں، نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، حفاظت کرنی ہے۔ ان چیزوں کی، ان برائیوں کی اہمیت ان پر واضح کرنی ہے۔ جوئے کی عادت کھیل کھیل میں پڑ جاتی ہے اور پھر یہ ایک ایسا نشہ ہے کہ جو اس میں مزید مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ پھر انسان اس برائی میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ اِکّا دُکّا احمدیوں میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں۔ لیکن غیر احمدیوں میں تو بہت سے ایسے ہیں جو ان برائیوں میں ایسے پڑے ہیں کہ اس کو اب برائی سمجھتے ہی نہیں۔ اور یورپ کے ماحول میں ڈھل کر اپنے گھروں میں بھی شرابوں کی علیحدہ الماریاں بنائی ہوئی ہیں۔ شرابیں ان میں سجا کر رکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے تو ایسے تمام لوگوں پر لعنت ڈالی ہے جو شراب بناتے ہیں، شراب رکھتے ہیں، شراب پلاتے ہیں یا پیتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب العنب یعصر للخمر حدیث نمبر 3674) کس قدر خوف کا مقام ہے۔ پس جب مَیں احمدیوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم نے کسی ایسی جگہ پر نوکری نہیں کرنی، کام نہیں کرنا جہاں شراب پلانے کا کاروبار بھی ہوتا ہو تو یہ اس لئے ہے کہ یہ چیز ہلاک کرنے والی ہے۔ ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ غیر مسلموں کے ریسٹورنٹ یا کاروبار اس لئے چل رہے ہیں کہ انہوں نے شراب بھی وہاں رکھی ہوئی ہے یا بعض مسلمان جن کو کسی چیز کی پرواہ نہیں وہ اس لئے اپنے ریسٹورنٹ چلا کر دولت کما رہے ہیں کہ وہاں شرابیں بھی بکتی ہیں اور سؤر بھی بکتا ہے تو ایسی دولت جو ہلاکت کی طرف لے جانے والی ہو ان کو مبارک ہو۔ ہمیں تو ایسا طیّب اور پاک رزق چاہئے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہو۔ اِن لوگوں کی تو دین کی آنکھ اندھی ہے اور پیشگوئی کے مطابق ان کو دنیاوی آسائشوں کی فراوانی ہونی تھی اور ہونی ہے۔ لیکن ایک حقیقی مسلمان کا تو مطمح نظر دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اسلام کے علاوہ ہر دین روحانی طور پر مردہ ہو چکا ہے۔ وہ اگر کوئی ایسا کام کرتے ہیں تو ان کی آج کل کی مروّجہ دینی تعلیم کے مطابق کوئی برائی نہیں ہے یا اگر برائی ہے بھی تو ان کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس کے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے اپنے اعمال نجات کا ذریعہ نہیں بنتے تو نیکی اور برائی کے معیار بھی بدل جاتے ہیں۔ آج اسلام ہی ہے جو زندہ خدا کا تصور پیش کرتا ہے۔ اسلام ہی ہے جو قیامت تک دائمی نجات کا راستہ دکھانے والا مذہب ہے۔ اسلام کا خدا ہی ہے جو اسلام کی زوال کی حالت میں بھی تجدید دین کے لئے اپنے فرستادے بھیجنے کا وعدہ فرماتا ہے، تسلی دلاتا ہے اور بھیجتا ہے۔

آج اسلام کا خدا ہی ہے جس نے ایمان کو ثریا سے زمین پر لانے کے لئے مسیح موعود اور مہدی مُوعود کو بھیجا ہے اور آج اسلام کا خدا ہی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپؑ کی خلافت کے نظام کو جاری فرمایا۔ وہ نظام جو دائمی نظام ہے اور جو مومنین کی جماعت کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ ہر فرد کی روحانی خوبصورتی نظر آئے۔ تاکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے ہر وقت راہنمائی کی کوشش ہوتی رہے۔ پس مسلمانوں کا دین تو زندہ دین ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا دین ہے اور اس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی فرمایا ہے۔ یہ وہ زندہ دین ہے جس کے غلبہ کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ پس

اگر کوئی مسلمان دین سے دُور جاتا ہے تو وہ اپنی دنیا و عاقبت خراب کرتا ہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے ترقی کرنی ہے انشاء اللہ اور کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ پس ہم جو احمدی کہلاتے ہیں، ہم جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور امام الزمان کے ساتھ کئے گئے عہد بیعت کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا مقصود دنیا نہیں بلکہ دین ہے اور ہونا چاہئے ورنہ تو اس بیعت کا کوئی فائدہ نہیں۔

اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس دین نے، اسلام نے تو ترقی کرنی ہے۔ احمدیت نے تو انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ کے دن دیکھنے ہیں۔ اسلام تو زندہ دین ہے۔ اس نے تو کبھی نہیں مرنا۔ لیکن جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اس دین کی تعلیم کو بھولے گا وہ ہلاک ہوگا۔ وہ اپنی بربادی کی طرف جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ مجھے اسلام کی فکر ہے۔ بلکہ آپؐ کو اس آخری دین کی یہ فکر تھی کہ یہ تمہارے عملوں کی وجہ سے دنیا سے نابود نہ ہو جائے۔ یہ تو الٰہی وعدہ ہے اور اس پر آپ ﷺ کو کامل یقین تھا کہ جو بھی حالات ہوں آخری فتح انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کی ہی ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو، اُمّت کے افراد کو یہ تنبیہ فرمائی کہ تم کہیں آسائش اور آرام اور دولت دیکھ کر دین سے دُور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال دینا۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ تو دولتمند ہوتے ہوئے بھی دین کو مقدم رکھتے تھے۔ دنیا کمانے کے باوجود بھی دین مقدم ہوتا تھا۔ اپنی دولت دین کی راہ میں بے انتہاء خرچ کرتے تھے۔ انہوں نے انتہائی تنگی اور کسمپرسی کی حالت بھی دیکھی اور ایسی کشائش بھی دیکھی کہ جب فوت ہوتے تھے تو کروڑوں کی جائیدادیں ان کی ہوتی تھیں اور ان کے پاس اتنا مال ہوتا تھا کہ وہ ان کے ورثاء میں بھی کروڑوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ انہوں نے اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو بے دریغ خرچ کیا۔ انہوں نے بخل اور کنجوسی کے ساتھ اور پیسے جوڑ کر یہ جائیدادیں نہیں بنائی تھیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے تھے۔ ان کی تجارتوں میں برکتیں پڑیں۔ انہوں نے دین کا خوب خوب حق ادا کیا پس ہمیں یہ نمونے اپنے سامنے رکھنے چاہئیں۔ ہمیں بھی یہ نمونے دکھانے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ تبھی ہم اوّلین سے ملنے کے انعام کے تسلسل کو قائم رکھ سکتے ہیں، تبھی ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔

سپین میں رہنے والے احمدی یاد رکھیں کہ آپ اس ملک میں رہتے ہیں جہاں ایک زمانے میں مسلمان حکومت بھی تھی اور مسلمانوں کی اکثریت بھی تھی۔ جہاں آج بھی سینکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی عظیم الشان عمارات محلات اور مساجد میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے الفاظ کندہ نظر آتے ہیں۔ لیکن یہی وہ ملک ہے جہاں مسلمانوں کے دنیا میں پڑنے اور دین کی اصل بھلا دینے اور اس سے غافل ہو جانے کی وجہ سے قدم قدم پر ان کی داستان عبرت بکھری پڑی ہے۔ ایک وقت تھا کہ عیسائی بادشاہ اور شہزادے اپنی حکومتوں کے استحکام کے لئے مسلمانوں سے مدد کے خواہاں ہوتے تھے۔ باوجود مسلمانوں کے لئے دلوں میں بغض اور کینے اور دشمنیاں رکھنے کے اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنی تمام تر عزتوں کو بالائے طاق رکھ کر مسلمان بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہو جاتے تھے۔ عیسائی مؤرخین بھی یہ لکھنے پر مجبور ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی مسلمان بادشاہ اس کرّ وفر سے رہتے تھے کہ عیسائی بادشاہ، شہزادے ان کے تخت و تاج اور جاہ وحشمت کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ لیکن جب یہ سب کچھ آپس کی لڑائیوں میں بدل گیا جب مقصود صرف اور صرف دولت بن گیا اور اقتدار اور لہو ولعب ہو گیا تو یہ سب کچھ الٹ ہو گیا۔ اور مسلمان بادشاہ عیسائی بادشاہوں کی پناہ گاہیں تلاش کرنے لگ گئے اور پھر دنیا نے یورپ کے اس مسلمان ملک سے مسلمانوں کا خاتمہ اور ان کی ذلت اور رسوائی بھی دیکھی۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخری فتح اسلام کی ہے اور اس کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور یہی کام آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے سپرد ہے۔ یہ احیائے دین کا کام ہی ہے جس نے ہمیں بھی ہمیشہ کی زندگی بخشنی ہے۔ اگر ہم دنیا کی ہوا و ہوس میں پڑ گئے اور ان ملکوں میں آ کر ہمارا کام صرف دنیا ہی رہ گیا تو یہ اس عہدِ بیعت کے بھی خلاف ہے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے جو عہد کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بارہ میں ہم سے پوچھے گا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ۔ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35) اور اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ ہر عہد کے متعلق یقیناً جواب طلبی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بیشک وسیع تر ہے اور اس کے تحت وہ جس سے چاہے رحم کا سلوک فرماتا ہے، فرما سکتا ہے۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کو کبھی دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر وہ چاہے تو ہر ہر عہد کے بارہ میں سوال کرے گا کہ کیوں اسے پورا نہیں کیا گیا۔ اگر ہم اپنے جائزے لیں تو انسان خوفزدہ ہو جاتا ہے کہ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو عہد بیعت باندھا ہے اس کو پورا کرنے والے بھی ہیں؟ اگر شرائط بیعت کو دیکھیں تو ان کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق کی ادائیگی کرنی ہے اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرنی ہے۔ ہمیشہ یہ باتیں ہمارے پیش نظر رہنی چاہئیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ پر دُرود بھیجنا ہے اور آپ کے غلام صادق کے ساتھ کامل اطاعت کا تعلق رکھنے کی طرف توجہ رکھنی ہے اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ پس اس عہدِ بیعت کو جس کی دس شرائط ہیں ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ تبھی ہم اپنی روحانی زندگی کے سامان کر سکتے ہیں اور تبھی ہم احیاء دین کے کام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ممد و معاون بن سکتے ہیں۔ بعض دفعہ انسان اپنی ذاتی مصروفیات میں پڑ کر اپنی ترجیحات اور ضروریات کی وجہ سے مستقل مزاجی سے دین کے معاملات کی طرف اس طرح توجہ نہیں دے سکتا جس طرح اس کا حق ہے۔ اور یہ انسانی فطرت بھی ہے۔ اس لئے وقتاً فوقتاً اس عہد کی جگالی کرتے رہنا چاہئے۔

سپین میں رہنے والے احمدیوں کو تو جیسا کہ مَیں نے کہا قدم قدم پر ایسے نشانات ملتے ہیں جو انہیں ماضی کے دریچوں میں جھانکنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور توجہ دلاتے ہوئے اپنے جائزے لینے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ ہر بڑی سڑک پر شہروں کے نام اور یہ شہر اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ جگہیں بھی کبھی اسلامی شان و شوکت کے گہوارے ہوا کرتی تھیں۔ لیکن مسلمانوں کو دولت کی ہوس، آپس کی سیاست اور دھوکے بازیوں، لہو ولعب اور عیاشیوں میں پڑنے کی وجہ سے قصۂ پارینہ بننا پڑا اور وہ پرانے قصے بن گئے۔ اور ایک مسلمان ملک مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ آج اس کھوئی ہوئی عزت و عظمت کو جماعت احمدیہ نے قائم کرنا ہے انشاء اللہ۔ اس کے لئے آنحضرت ﷺ کے حقیقی غلام بن کر دکھانے کی ضرورت ہے۔ اسلام کی تعلیم کی عملی تصویر بننے کی ضرورت ہے جو محبت، پیار اور بھائی چارے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے اور یہ حالت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب اپنے مقصد پیدائش کو سمجھیں گے۔ ہر احمدی مرد، عورت، بچہ، بوڑھا اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے کہ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) کہ یعنی مَیں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور جب اس مقصد کے حصول لئے عبادت کے معیار طے ہونے شروع ہو جائیں گے تو پاک تبدیلیاں بھی پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی۔ اپنی روحانی زندگی کے بھی سامان ہوں گے اور دوسرے کی روحانی زندگی کے لئے بھی کوشش ہو رہی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ واری ان کے لئے نہیں رہتی‘‘۔

فرمایا ’’وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے‘‘۔ کیا خوبصورت الفاظ میں نصیحت فرمائی ہے کہ اس بات کو سمجھ کر کہ زندگی کا مقصد کیا ہے عبادات میں جو سستیاں ہیں ان کو ترک کر دو اور عبادات کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ’’موت کا اعتبار نہیں ہے۔ ....تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہارا مقصود بالذات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست، ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو‘‘۔ پوری کوشش سے کرو۔ ’’حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو وہ اس کا تردّد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا‘‘۔ اگر اپنے کاروبار میں اپنے کام میں پوری طرح توجہ نہیں دے رہے تو تب بھی تم پوچھے جاؤ گے۔ ’’پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو، اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو‘‘۔

کیا اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہو سکتی ہے کہ کوئی غیر شرعی کام کیا جائے؟ سؤر اور شراب کے کام میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ملوث ہوجائے؟ ہرگز نہیں۔ پس یورپ میں رہنے والے ہر احمدی کو اس بنیادی نکتے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔فرمایا ’’ اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرنا‘‘۔ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کو دیکھنا ضروری ہے‘‘۔ (الحکم جلد 5نمبر29 مورخہ 10/اگست 1901ء صفحہ 2)

پس آپ سب اس مقصد کے حصول کی ٹریننگ کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔اس لئے ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادات کی طرف توجہ دیں اور دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ جو نصائح اور علمی تقاریر کی جائیں ان سے صرف وقتی طور پر فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ اپنے عہد کی تجدید کرتے ہوئے اپنی حالتوں میں انقلاب لانے کی طرف قدم بڑھائیں وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں جو زندگی کا لازمی حصہ بن جائیں اور جب یہاں سے واپس لوٹیں تو گھروں میں جا کر بھی یہ احساس قائم رہے کہ ہم اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کر کے لوٹے ہیں۔ یہ بھی دعا کریں کہ ان ممالک کے جو حالات ہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے ان کی وجہ سے ہمیں کہیں اور ہجرت نہ کرنی پڑے۔ہجرت کی ضرورت بھی ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وطن میں ہی ہو جہاں آزادی سے ہم اپنے دین پر عمل بھی کر سکیں اور اس کو پھیلا بھی سکیں۔

اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کو ہر وقت اپنے مقام کو سامنے رکھنا چاہئے۔اور جیسا کہ مَیں نے کہا دعاؤں اور درُود کی طرف توجہ دیتے رہیں۔

جلسہ میں شامل ہونے کے لئے مراکو سے بھی ایک وفد یہاں آیا ہوا ہے۔انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے ہم وطنوں کا حق اس صورت میں ادا ہوسکتا ہے جب ہم ان کے سامنے اپنے ایسے نمونے پیش کریں گے جو ان کے لئے کشش کا باعث ہوں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستان میں ایک ظلم کا واقعہ ہوا ہے۔اس وقت اس کے بارہ میں بھی مَیں کچھ بیان کروں گا۔ایک انتہائی افسوسناک خبر ہے۔انتہائی ظالمانہ کام ہوا ہے جس کی ابھی کل رات کو اطلاع آئی ہے کہ کل جمعرات کو پاکستانی وقت کے مطابق رات تقریباً دس بجے فیصل آباد کے شیخ اشرف پرویز صاحب اور شیخ مسعود جاوید صاحب جو شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم کے بیٹے تھے اور آصف مسعود صاحب کو جو شیخ مسعود جاوید صاحب کے بیٹے تھے ان تین احمدی احباب کو شہید کر دیا گیا ہے۔ان کی دکان مراد کلاتھ ہاؤس اور مراد جیولرز کے نام سے تھی ریل بازار فیصل آباد میں۔ یہ رات کو دکان بند کر کے گاڑی میں جا رہے تھے کہ فیصل ہسپتال کے قریب جب ایک جگہ پہنچے تو وہاں موجود چار پانچ افراد نے ان کی گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں تینوں افراد شدید زخمی ہوئے اور ہسپتال جاتے جاتے شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اشرف پرویز صاحب کی عمر 60 سال تھی اور ان کے چھوٹے بھائی مسعود جاوید صاحب کی عمر 57 سال تھی۔جبکہ شیخ مسعود جاوید صاحب کے بیٹے آصف مسعود کی عمر 24 سال تھی اور آصف مسعود بھی شادی شدہ تھے ان کی بالکل ایک سال کی عمر کی ایک بیٹی ہے۔اشرف پرویز صاحب کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔بیٹوں میں سے ایک بیٹا 27 سال کا وہ بھی شادی شدہ ہے اور دوسرا چھوٹا بیٹا 22 سال کا ہے جو غیر شادی شدہ ہے۔

اسی طرح شیخ مسعود جاوید صاحب کے پسماندگان میں ان کی دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں اور بیٹے بھی شادی شدہ ہیں۔ایک بیٹا تو شہید ہو گیا، دوسرے ان سے بڑے بیٹے ہیں وہ بھی شادی شدہ ہیں۔شیخ بشیر احمد صاحب جن کے شہداء میں سے دو بیٹے تھے اور ان کے آگے ان کا پوتا، یہ بہت مخلص احمدی تھے۔ان کی والدہ زینب بی بی صاحبہ شیخ مراد بخش صاحب کی اہلیہ تھیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ قادیان سے ان کا تعلق تھا اور آپ کے کہنے پر ہی وہ گھر میں خواتین کے لئے کپڑے لے کر آیا کرتی تھیں تاکہ ان کو بازار نہ جانا پڑے اور خاندان میں بیعت بھی سب سے پہلے زینب بی بی صاحبہ نے کی تھی۔ان کے خاوند مراد بخش صاحب بعد میں احمدی ہوئے تھے اور تقسیم ہند کے بعد (پاکستان بننے کے بعد) انہوں نے ریل بازار فیصل آباد میں دکان کھولی۔1974ء میں ان کو بڑا شدید نقصان ہوا۔ان کی دکان جلا دی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر فضل فرمایا اور کپڑے کی دکان کے ساتھ ساتھ ان کے بچوں نے جیولری کی دکان بھی کھول لی۔ان کا، خاص طور پر شیخ اشرف پرویز صاحب کا بڑا اخلاص کا تعلق تھا اور اپنے والد کی نیکیوں کو جاری رکھنے والے تھے۔ پاکستان میں تو پتہ نہیں ان کا جنازہ کس وقت ہوگا لیکن بہرحال مَیں ان کی نماز جنازہ غائب ابھی نمازوں کے بعد انشاء اللہ پڑھاؤں گا۔

فیصل آباد میں خاص طور پر گزشتہ کچھ عرصے سے احمدیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔یا اغوا کر کے تاوان لیا جاتا ہے یا شہید کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ پاکستان میں درجنوں لوگ تو بلامقصد مر رہے ہیں اور ان لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ جواُن کی موتیں ہو رہی ہیں یہ کس ظلم کی پاداش میں ہیں۔اسی ظلم کی پاداش میں ہیں جو احمدیوں سے روا رکھا جا رہا ہے۔ان ظالموں کو پتہ ہونا چاہئے کہ احمدی اگر شہید ہو رہے ہیں تو وہ کسی مقصد کی خاطر شہید ہو رہے ہیں اور ہر شہادت، شہید کے خاندان کا مقام بڑھانے والی بھی ہے اور جماعت کی ترقی کا باعث بننے والی بھی ہوتی ہے۔ یہ شہداء ہمیشہ زندگی پانے والے ہیں۔دشمن سمجھتا ہے کہ ان کو مار دیا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ان لوگوں کو تو مقام حاصل ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ زندگی پانے والے ہو گئے۔ ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہو گئے۔

اس خاندان کی شہادتیں بھی انشاء اللہ رائیگاں نہیں جائیں گی اور ہر شہادت رنگ لائے گی۔لیکن اس کے ساتھ میں پاکستان کے احمدیوں کو بھی کہتا ہوں خاص طور پر جو معروف احمدی ہیں کہ بعض حساس علاقوں میں جہاں دشمنی زیادہ ہے اپنے علاقے میں اپنے آنے جانے کے اوقات میں بھی احتیاط کریں۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کے درجات بلند فرماتا رہے اور ان سے بے انتہا رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے جو پسماندگان ہیں ان کو بھی صبر جمیل دے اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے اور ہمیشہ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اللہ تعالیٰ پاکستان میں ہر احمدی کو ہر جگہ اپنی حفاظت میں رکھے۔

بقیہ: جلسہ سالانہ گیمبیا از صفحہ 16

باری پر کہا احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ وہ بیمار تھے لیکن جلسہ کی دعوت کو رد نہ کر سکے اور جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

جناب Sulayman Trawally۔ ex permanent secretary نے جماعت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اطاعت کی جو روح احمدیت میں ہے اس کی کوئی مثال دوسری دینی جماعتوں میں کہیں نظر نہیں آتی۔ انہوں نے ملکی ترقی میں جماعت کے کردار کو سراہا۔

MR OMER KHAN نے Basse area میں جس کے وہ گورنر ہیں جماعت کی تعلیم اور صحت کے میدان میں خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔انہوں نے ناصر احمدیہ سینئر سکینڈری سکول اور حال ہی میں دوبارہ جاری ہونے والے احمدیہ کلینک کا نام لے کر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

پہلے سیشن میں خلافت جوبلی کے تحت ہونے والے کچھ مقابلوں کے انعامات تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح یونیورسٹی لیول پر حسن کارکردگی کی بنا پر بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔

رات کا سیشن جو خاکسار کی زیر صدارت ہوا سوال و جواب پر مشتمل تھا۔علمائے سلسلہ نے سوالات کے سیر حاصل جواب دیئے۔ رات گئے تک یہ سیشن جاری رہا۔

جلسہ کے دوسرے دن مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔خاکسار نے اسوہ حسنہؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق باللہ، عورتوں سے حسن سلوک کو بیان کیا۔مکرم Tahir Ahmad Toury صدر خدام الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو بیان کیا. مکرم Kamo Sonko ex سابق صدر خدام الاحمدیہ نے اسلام میں شادی کی اہمیت کو واضح کیا اور بتایا کہ احمدی ہونے کے ناطے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔مکرم منور خان صاحب نے خلفائے سلسلہ کی تحریکات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے خصوصیت سے تحریک جدید، وقف جدید اور ایم ٹی اے کو موضوع بحث بنایا۔مکرم usdaz Issa joof نے تربیت اولاد پر اظہار خیال کیا اور والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرے دن لجنہ کی علیحدہ تقاریر ہوئیں جن میں ماڈرن سوسائٹی اور ہماری ذمہ داریاں، خاندانی زندگی کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔مکرم امیر صاحب نے لجنہ کو نصائح کرتے ہوئے پردہ کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ اب صرف وہی معاشرہ زندہ رہ سکتا ہے جو اسلامی اقدار کی حفاظت کرے گا۔

جلسہ کے تینوں دن تہجد باجماعت کا اہتمام ہوتا رہا۔اسی طرح درس القران درس الحدیث کا بھی التزام رہا۔حضور ایدہ اللہ تعالی کا خطبہ جمعہ پنڈال میں براہ راست سنایا گیا۔اسی طرح حضور ایدہ اللہ کا جلسہ سپین سے خطاب بھی سنایا گیا۔

جلسہ سالانہ کو میڈیا نے غیر معمولی کورتج دی۔ نیشنل ٹی وی اور ریڈیو نے جلسہ کے دونوں روز اپنے خبرناموں میں جلسہ کی خبر سنائی اور جلسہ کی کارروائی کی جھلکیاں بھی دکھائیں۔اسی طرح تمام نیشنل اخبارات نے جلسہ کی باتصویر خبریں شائع کیں۔ بعض نے سرورق پر جلسہ کی تصاویر کو شائع کیا گویا جلسہ تبلیغ و تربیت کا بہترین ذریعہ بنا اور یوں ہمارے جلسے کے ذریعے بلاشبہ لاکھوں افراد تک احمدیت کا پیغام بھی پہنچ گیا۔ اللہ کے فضل سے اس دفعہ جلسہ کی حاضری ساڑھے چار ہزار سے زائد تھی۔ ہمسایہ ملکوں گنی بساؤ اور سینیگال سے وفود شامل ہوئے۔دعا کریں اللہ تعالی جلد از جلد پیاسی روحوں کو احمدیت کی آغوش میں لائے اور ہمارے جلسوں کی تعداد ہزاروں کی بجائے لاکھوں میں پہنچ جائے۔

اپنے مالوں کو خدا کی ہدایت کے مطابق خرچ کرو

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’......انسان کہ عالم صغیر ہے اس کی مملکت کے انتظام کیلئے بھی ایک ملک کی حاجت ہے۔پھر انسان اپنی حاجتوں کیلئے کسی حاجت روا کا محتاج ہے۔ ان تینوں صفتوں کا حقیقی مستحق اللہ ہے۔اس کی پناہ میں مومن کو آنا چاہیئے تا چھپے چھپے، پیچھے لے جانے والے، مانع ترقی وسوسوں سے امن میں رہے۔اسلام کی حالت اس وقت بہت ردی ہے۔ ہر مسلمان میں ایک قسم کی خود پسندی اور خود رائی ہے۔وہ اپنے اوقات کو، اپنے مال کو خدا کی ہدایت کے مطابق خرچ نہیں کرتا۔اللہ نے انسان کو آزاد بنایا پر کچھ پابندیاں بھی فرمائیں بالخصوص مال کے معاملہ میں ۔ پس مالوں کے خرچ میں بہت احتیاط کرو۔ اس زمانہ میں بعض لوگ سود لینا دینا جائز سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔**حدیث میں آیا ہے سود کا لینے والا، دینے والا، بلکہ لکھنے والا اور گواہ ،سب خدا کی لعنت کے نیچے ہیں۔**

میں اپنی طرف سے حق تبلیغ ادا کر کے تم سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ میں تمہاری ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم خدا کے ہو جاؤ۔تم اپنی حالتوں کو سنوارو۔خدا تمہیں عمل کی توفیق دے۔آمین۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25جون 1909ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں پر
چند اعتراضات کا جواب
تاریخی حقائق کی روشنی میں

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد۔ ربوہ)

(دوسری اور آخری قسط)

علیگڑھ کے عمائدین کی رائے

مسلم لیگ کے قیام سے قبل علی گڑھ میں کالج کا قیام ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی زندگی کا ایک اہم ترین واقع تھا۔علیگڑھ کالج کے قیام کے وقت لارڈ لٹن کو جو سپاس نامہ پیش کیا گیا اس میں کالج کا ایک نمایاں مقصد یہ بیان کیا گیا کہ:

''ہندوستان کے مسلمانوں کے سلطنت انگریزی کی لائق اور کار آمد رعایا بنانا اوران کی طبیعتوں میں اس قسم کی خیر خواہی پیدا کرنا جو ایک غیر سلطنت کی غلامانہ اطاعت سے نہیں بلکہ عمدہ گورنمنٹ کی برکتوں کی اصل قدر شناسی سے پیدا ہوتی ہے''۔

اس کالج کے ٹرسٹیوں نے ایک موقع پر یہ اعلان کیا:

''من جملہ کالج کے مقاصدِ اہم کے یہ مقصد نہایت اہم ہے کہ یہاں کے طلباء کے دلوں میں حکومتِ برطانیہ کی برکات کا سچا اعتراف اور انگلش کیریکٹر کا نقش پیدا ہو اور اس سے خفیف سا انحراف بھی حقِ امانت کے انحراف سے مترادف ہے''۔

اسی طرح سرسید احمد خان صاحب نے کالج کے فاؤنڈیشن ڈے سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے میرے دوستو اور کالج کے طالب علمو! تم یقین جانو کہ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ خدا کی طرف ایک رحمت ہے۔اس کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پوری وفاداری اور نمک حلالی ،جس کے سایہ عاطفت میں ہم امن وامان سے زندگی بسر کرتے ہیں خدا کی طرف سے ہمارا فرض ہے۔'' (نقشِ سرسید مصنفہ ضیاء الدین لاہوری ناشر دارالکتاب 2004ء صفحہ84)

جماعت کے ایک اور مخالف مصنف نثار احمد خان فتحی لکھتے ہیں کہ نعوذُ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جتنی انگریز حکومت کی تعریف کی اس کی مثال کسی اور عالم، لیڈر، شاعر، دانشور، سرکاری افسر سے بھی اس کا ظہور نہیں ہوا۔

(حوالہ :بنام قادیانی عوام،مصنفہ نثار احمد خان فتحی ۔ناشر دفتر مجلس تحفظِ ختم نبوت یو کے،صفحہ193)

کاش یہ لکھنے والے تھوڑی سی اپنی تاریخ بھی پڑھ لیتے۔مندرجہ بالا حوالے بالکل واضح ہیں۔اس اعتراض کو کوئی پڑھا لکھا شخص قبول نہیں کرسکتا۔

علیگڑھ کالج ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ تھا۔اس کے مقاصد کا ہم نے جائزہ لیا۔اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا اجراء فرمایا تو اس کا مقصد یہ بیان فرمایا:

''......اسی لئے مَیں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں''۔

(تاریخِ احمدیت جلد 2 صفحہ2)

بنگال کے مسلمانوں کا اظہارِ وفاداری

کوئی یہ نہ خیال کرے کہ صرف علیگڑھ کے پلیٹ فارم پر اس قسم کے خیالات کا اظہار ہو رہا تھا۔جب مسلمانوں کی خواہش کے بالکل برعکس بنگال کو پھر ایک صوبہ بنا دیا گیا تو اس وقت بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے جن جذبات کا اظہار ہوا ہم اس کی ایک مثال ملک کے دوسرے سرے یعنی بنگال سے لیتے ہیں۔شیلونگ کے مسلمانوں نے ایک عریضہ پیش کیا جس کے آخر میں لکھا گیا تھا کہ تاجِ برطانیہ کے تحت سب سے زیادہ مسلمان بستے ہیں اور یہ مسلمان ان کی سب سے زیادہ وفادار رعایا ہیں۔

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad,
printed by Meenakshi Prakashan,vol1 p105)

انجمنِ اسلامیہ کی ایک شاخ نے یہ قرارداد پیش کی کہ اسلام بادشاہ سے وفاداری سکھاتا ہے اور وفاداری کا مطلب ہے کہ اس کی خواہش کی کامل اطاعت کی جائے لہٰذا تقسیمِ بنگال کی تنسیخ کے موقع پر سلطانِ معظم کے اس اعلان کے خلاف ہلکی سی آواز بھی نہیں اُٹھنی چاہئے۔

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad,
printed by Meenakshi Prakashan,vol1 p152)

اس موقع پر جب کہ حکومت نے مسلمانوں کی خواہش کے خلاف فیصلہ دیا تھا،مسلمانوں کے ایک نمایاں لیڈر نواب وقار الملک نے لکھا کہ ہندوستان سے برطانوی حکومت کا چلا جانا تو ایک طرف رہا اگر برطانوی حکومت کا اختیار بھی کم ہوا تو یہ مسلمانوں کے لئے تباہ کن ہوگا۔

(The Indian Muslims,compiled by Shan Muhammad,
printed by Meenakshi Prakashan,vol1 p164)

علماءِ دیوبند
اور انگریز حکومت کے قریبی تعلقات

باقی اداروں کا بھی یہی طرز عمل تھا۔چنانچہ اب تو یہ کاغذات بھی سامنے آگئے ہیں **مدرسہ دیوبند کے ناظم مولوی محمد احمد پہلی جنگِ عظیم کے دوران انگریز حکومت کو مخبری کیا کرتے تھے کہ مدینہ میں ان کی حکومت کے خلاف ترکی کی حکومت نے کن کن کے ساتھ میٹنگ کی اور ایسا کرتے ہوئے اپنے اساتذہ کو بھی گرفتار کروانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔اسی وجہ سے انگریز حکومت نے ناظم مدرسہ دیوبند کو شمس العلماء کا خطاب بھی دیا تھا۔**

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad,printed by Meenakshi Prakashan, vol5p51)

مسلمانوں کے سیاسی نمائندوں کی رائے کیا تھی؟

اب ہم ایک اور اہم تاریخی موقع کی طرف آتے ہیں جو کہ Simla Deputation کے نام سے معروف ہے۔1906ء میں اس موقع پر ہندوستان کے تمام صوبوں سے مسلمانوں کے نمائندے جمع ہوئے اور انہوں نے اپنی آواز وائسرائے تک پہنچائی۔اس موقع پر جو سپاسنامہ وائسرائے لارڈ منٹو کو پیش کیا گیا اس کا آغاز ہی برطانوی حکومت کی تعریف سے ہوتا ہے۔چنانچہ اس کے شروع میں ہی لکھا ہوا تھا:

We fully appreciate the incalculable benefits conferred by British rule on the teeming millions belonging to diverse races and professing diverse religions who form the population of the vast continent of India,and have every reason to be grateful for peace security, personal freedom and liberty of worship that we enjoy.

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad,printed by Meenakshi Prakashan,vol1 p192-193)

یعنی ہندوستان میں برطانوی حکومت سے مختلف اقوام اور مذاہب سے وابستہ یہاں کے کروڑوں لوگوں کو جو بے شمار فوائد حاصل ہوئے ہیں ہم ان سے آگاہ بھی ہیں اور اس کے معترف بھی ہیں۔اور ہم اس امن حفاظت ،شخصی آزادی اور عبادت کی آزادی کے لئے شکر گزار ہیں جو ہمیں حاصل ہے۔

پھر اس سپاس نامے میں لکھا گیا کہ:

The Mahhamodens of India have placed implicit reliance on the sense of justice and love of fair dealing that have charecterised their rulers.

یعنی ہندوستان کے مسلمان اپنے حکمرانوں کے عدل اور مصنفانہ طرز کو پسند کرنے پر ہمیشہ سے مکمل اعتماد کرتے آئے ہیں۔

پھر ہندوستان کے مسلمانوں نے تاجِ برطانیہ کے لئے ان جذبات کا اظہار کیا کہ ہماری درخواستوں کو قبول کرنے سے مسلمانوں میں تاجِ برطانیہ سے غیر متزلزل وفاداری میں اضافہ ہوگا اور اس سپاس نامے کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے:

Your Excellency's most obedient
and humble servants .

مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد

اس مرحلہ کے بعد ہم تاریخ کے اس حصہ میں آتے ہیں جب ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے ایک علیحدہ نمایندہ سیاسی تنظیم قائم کی یعنی مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔اس میں تو کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی وہ سیاسی تنظیم جو ان کی نمائندہ کہلانے کی مستحق تھی وہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی تھی اور آزادی سے پہلے ہونے والے انتخابات نے اس امر کا فیصلہ کرہی دیا تھا جن میں مسلم لیگ کے نمائندے تمام مسلم نشستوں سے کامیابی حاصل کر گئے تھے۔جو تجزیہ ہم پیش کر رہے ہیں وہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک ہم یہ جائزہ نہ لیں کہ مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد کیا طے ہوئے تھے۔ظاہر ہے یہی اغراض ومقاصد ہندوستان کے مسلمانوں کی آواز سمجھے جائیں گے۔

30/دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں وہ اجلاس ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔یہ اجلاس آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے اختتام پر ہوا تھا۔پنڈال ہندوستان بھر کے مسلمانوں کے نمائندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔اجلاس کی صدارت نواب سلیم اللہ صاحب نے فرمائی۔پہلے انہوں نے صدارتی خطاب کیا جس میں انہوں نے برطانوی حکومت کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا:

".....The political rights of a subject race thrives best in the soil of loyalty ,and consequently the mussalmans should prove themselves loyal to their Government before they can ask for a recognition of any of their rights..........
The Mussalmans cannot find better and surer means than to congregate under the banner of the Great Britian ,and to devote their lives and property in its protection.I must confess gentlemen that we shall not be loyal to this Government for any unselfish reason; but it is that it is through regard for our own lives and property and ,our own honour and religion that we are impelled to be faithfull to the Government;and consequently the best security for our good faith is the undoubted fact that our own prosperity is bound up with,and depends upon to our loyalty to British rule in India ."

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad,printed by Meenakshi Prakashan,vol1p246)

یعنی ایک محکوم قوم کے سیاسی حقوق وفاداری کی مٹی میں ہی محفوظ رہتے ہیں۔چنانچہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے سے پہلے مسلمانوں کو اپنے آپ کو گورنمنٹ کا وفادار ثابت کرنا چاہئے...........مسلمانوں کے لئے جمع ہونے کے لئے اس سے زیادہ بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے کہ وہ برطانیہ عظمٰی کے سائے تلے جمع ہوں۔اور اپنی زندگیاں اور اپنی جائیدادیں اس کی حفاظت میں لگا دیں۔ مجھے یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ ایسا کرنا ہماری اپنی غرض سے خالی نہیں ہو گا۔ہماری زندگیوں، ہماری جائدادوں، ہماری عزتوں اور ہمارے مذہب کی حفاظت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم گورنمنٹ کے وفادار ہوں۔ہمارے خلوصِ نیت کی بہترین ضمانت یہ ہے کہ ہماری اپنی خوشحالی ہندوستان میں برطانوی حکومت سے وابستہ ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس وقت کسی نے اُٹھ کر ان خیالات پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ سب کے خیالات یہی تھے۔بہرحال جب مسلم لیگ بنانے کے اغراض ومقاصد طے ہوئے تو ان تین مقاصد میں پہلا مقصد کیا تھا۔وہ یہ تھا

"To promote among mussalmans of India feeling of loyalty to the British Government,and to remove any misconception that may arise as to the intention of the Government with regard to any of its measures".

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad, printed by Meenakshi Prakashan, vol1.247)

یعنی آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کا پہلا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں برٹش حکومت سے وفاداری کا خیال قائم رکھا جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔اور اگر حکومت کے کسی اقدام کے ارادہ کے بارہ میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو تو اسے دور کیا جائے۔

ایک کے بعد دوسرا مصنف جو جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں کتاب لکھتا رہا ہے وہ یہ لکھتا رہا ہے کہ چونکہ انگریز مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے بہت خائف تھے اور وہ مسلمانوں میں اپنی مخالفت کا جذبہ ختم کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے نعوذُ باللہ ایک جھوٹے نبی کو کھڑا کیا۔ذرا اوپر کا حوالہ پڑھیں کہ مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی تنظیم جس کے سایہ تلے ہندوستان بھر کے مسلمان جمع ہو رہے تھے کیا اعلان کر رہی تھی۔

اس پس منظر سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انگریز حکمرانوں کو مسلمانوں کے ان فرضی خیالات سے خائف ہونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔جب خود مسلم لیگ انگریزوں کی حمایت کا اعلان کر رہی تھی تو پھر اس کے لیے اتنے پاپڑ بیلنے کی کیا ضرورت تھی۔یہ محض فرضی کہانیاں ہیں

جن کو بنانے والے بنیادی تاریخی حقائق سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ مسلم لیگ کے مذکورہ اجلاس کی روئیداد پڑھیں جہاں بار بار برطانوی حکومت سے وفاداری کا اعادہ کیا گیا۔ بار بار اس وفاداری پر زور دیا گیا۔

سید ابوالحسن ندوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''اسلام کی تاریخ دعوت وعزیمت، سلاطین وقت کے سامنے کلمہ حق کہنے کے واقعات اور ظالموں کے سامنے علمِ جہاد بلند کرنے کے کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ اس افضل جہاد سے تاریخ اسلام کا کوئی مختصر سے مختصر عہد اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا گوشہ بھی خالی نہیں............ مرزا غلام احمد جن کو مامور من اللہ اور مرسل من عند اللہ ہونے کا دعویٰ ہے اپنے عہد کے طاغوتِ اکبر انگریز کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ وہ اسی حکومت کی تائید وحمایت میں سرگرم نظر آتے ہیں جو اسلامی حکومتوں کی غاصب اور اسلامی اقتدار کی سب سے بڑی حریف اور اپنے زمانہ میں فساد والحاد کی سب سے بڑی علمدار تھی۔''

(قادیانیت مطالعہ و جائزہ از سید ابولحسن ندوی ناشر مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ صفحہ129)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انگریز حکومت ہی طاغوتِ اکبر تھی تو پھر مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اس کی حمایت کا اعلان کیوں کیا گیا اور اسے اپنی جانوں، اموال عزتوں اور مذہب کی آزادی کی حفاظت کا ذریعہ کیوں بیان کیا گیا۔ اور اس موقع پر ایک آواز بھی ان خیالات کی مخالفت میں نہیں اُٹھی۔

اسی طرح **سمیع الحق صاحب اور تقی عثمانی صاحب** اپنی کتاب 'قادیانی فتنہ اور ملتِ اسلامیہ کے موقف' کے صفحہ 147 پر لکھتے ہیں کہ چونکہ اس وقت ہندوستان کے مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار تھے اور انگریز اس بات سے بہت خائف تھا چنانچہ برطانوی حکومت نے ایک حواری نبی کھڑا کیا تاکہ مسلمانوں کے اس جذبہ کو ختم کیا جا سکے۔

مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جن خیالات کا اظہار ہوا وہ ہم لکھ چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس پس منظر میں انگریز حکمرانوں کو کیا مالیخولیا ہوا تھا کہ وہ مسلمانوں کی طرف سے خائف رہتے اور ان کے جذبات کو ختم کرنے کے لئے ایک حواری نبی کو کھڑا کرتے۔ عقل ہی اس نامعقول اعتراض کو رد کر دیتی ہے۔

صرف آل انڈیا مسلم لیگ کا مرکز ہی نہیں بلکہ اس کی صوبائی شاخیں بھی اسی قسم کے جذبات کا اظہار کر رہی تھیں۔ مثلاً 1909ء میں پنجاب مسلم لیگ نے وائسرائے لارڈ منٹو کو ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''ہم پنجاب پراوشنل مسلم لیگ اور اس کی سترہ ڈسٹرکٹ برانچوں کے عہدیدار وممبر اس امر کی اجازت چاہتے ہیں کہ یور ایکسیلنسی اور لیڈی منٹو کو مسلمانان پنجاب کی طرف سے اس صوبہ کے دارالخلافہ میں یور ایکسلینسی کی پہلی تشریف آوری کے موقع پر مودبانہ اور وفادارانہ طور پر خوش آمدید کہیں...... ہماری جماعت انگریزی تاج سے مستقل محبت اور وفاداری رکھتی ہے اور ہماری یہ سچی خواہش ہے کہ حتی الامکان اس برٹش ڈیپنڈسی میں امن اور عمدہ گورنمنٹ کے قیام میں مدد دیں۔

ہم اس موقع کو زور کے ساتھ یہ عرض کئے بغیر گذر جانے دینا نہیں چاہتے کہ بعض انقلاب پسندوں نے جو انارکزم کا رویہ اختیار کیا ہے اس سے نہ صرف مسلمانان پنجاب کو بلکہ کل ہندوستان کی ساری اسلامی جماعت کو دلی نفرت ہے''۔

(A Book of Readings on The History of The Punjab, compiled by Ikram Ali Malik, published by research Society of Pakistan 1985 p272)

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ 1912ء میں مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد کے الفاظ میں ذرا تبدیلی کی گئی اور جس شق کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کو تبدیل کر کے ان الفاظ میں بیان کیا گیا:

To promote and maintain among Indians feeling of loyalty towards British Crown

یعنی ہندوستان کے لوگوں میں تاجِ برطانیہ سے وفاداری کے جذبات کو قائم رکھنا اور اس کو بڑھانا۔

اس اجلاس میں کسی نے اس شق سے اختلاف نہیں کیا تھا۔ البتہ چند لوگوں نے یہ اظہار کیا تھا کہ مسلمان تو بہرحال گورنمنٹ کے وفادار ہیں تو اس بات کا بار بار تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے کہ اپنی عفت اور پاکدامنی کا خود ہی پروپیگنڈا کیا جائے۔ لیکن پھر اس شق کو یہ صورت دے کر منظور کیا گیا تھا۔

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح مسلم لیگ کے اجلاس میں شامل ہوئے تھے۔ انہوں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ مسلمانوں کے طرزِ عمل سے تو دوسرے طبقوں میں بھی وفاداری کے جذبات پیدا ہونے چاہئیں۔

(The Collected Works of Quaid e Azam Mohammad Ali Jinnah vol 1,compiled by Syed Sharifuddin Pirzada,EWP 1984p48)

یہ صرف پہلے اجلاس تک محدود نہیں تھا۔ جب کراچی میں مسلم لیگ کا دوسرا اجلاس ہوا تو اس کے خطبہ صدارت میں صاحبِ صدر سر آدم جی صاحب نے پھر یہ صاف اعلان کیا کہ گورنمنٹ سے ہماری وفاداری کبھی متاثر نہیں ہوئی اور مجھے اعتماد ہے کہ اس میں کبھی فرق نہیں پڑے گا۔

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad,printed by Meenakshi Prakashan,vol1.277)

اور یہ سلسلہ اس کے بعد کے اجلاسات میں بھی جاری رہا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس کے ساتھ یہ مطالبہ بھی پیش کیا جا رہا تھا کہ برٹش امپائر کا حصہ رہتے ہوئے ہندوستانیوں کو یہاں کی حکومت میں زیادہ سے زیادہ ذمہ دار عہدے دیئے جائیں۔ ہندوستان کو رفتہ رفتہ برطانوی سلطنت کا حصہ رہتے ہوئے سیلف گورنمنٹ دی جائے۔ زیادہ سے زیادہ اختیارات یہاں کی اسمبلی کو منتقل ہوں۔ وغیرہ وغیرہ اور خاص طور پر قائداعظم محمد علی جناح ان اقدامات کے لئے کاوشیں کر رہے تھے۔ ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جب 1912ء میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں قائدِاعظم بھی شامل تھے اور اس میں تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کی شق شامل کرنے کے علاوہ یہ شق بھی شامل کی گئی کہ اس شق کو متاثر کئے بغیر ہندوستان میں آئینی ذریعوں سے رفتہ رفتہ ہندوستان کے لئے موزوں سیلف گورنمنٹ کا نظام نافذ کیا جائے۔ تو نواب وقار الملک نے اس بات کی نشاندہی کی کہ ابھی سیلف گورنمنٹ کا وقت نہیں آیا تو اس پر قائدِاعظم محمد علی جناح نے یہ وضاحت کی کہ کوئی بھی آج یا کل یا پرسوں ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ کا نظام نہیں مانگ رہا۔ یہ توموں کا ایک ہدف ہوتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ مثلاً ایک صدی کے بعد اسے حاصل کر لیا جائے۔

(The Collected Works of Quaid e Azam Mohammad Ali Jinnah vol 1,compiled by Syed Sharifuddin Pirzada,EWP 1984p48-49)

قائداعظم محمد علی جناح کے چند ارشادات

اس بیان کا مقصد اس تاریخی حقیقت کو ظاہر کرنا ہے کہ نہ صرف اس وقت کے مسلمان بلکہ قائداعظم محمد علی جناح جیسے نڈر اور دور اندیش راہنما کیا طریقہ اختیار کر رہے تھے۔ وہ ہرگز یہ طریق نہیں اختیار کر رہے تھے کہ برطانوی حکومت سے جہاد کے نام پر کوئی مسلح تصادم کیا جائے یا اس سے ٹکر لی جائے اور اس تصادم کے نام پر مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچایا جائے۔ اور نہ ہی ان کا یہ نظریہ تھا کہ ہندوستان میں برطانوی حکومت ایک طاغوتی حکومت ہے اور پادری نہیں بلکہ یہ حکومت ہی دجالِ اکبر ہے۔

ان راہنماؤں کے نزدیک اس پس منظر کے بعد برطانوی حکومت کے ہندوستان میں مستحکم ہونے کے بہت سے مثبت پہلو تھے اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر اور دوسرے مواقع پر بھی ان بالغ نظر لیڈروں نے ان خیالات کا برملا اظہار کیا تھا۔

ہم اب قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر کے چند حوالے پیش کرتے ہیں جس میں اس دور میں اس حکمتِ عملی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جو کہ مسلمانوں کی طرف سے اور ان کے لیڈروں کی طرف سے اپنائی گئی تھی۔ پہلے تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس دور میں قائدِ اعظم محمد علی جناح نے برطانوی حکومت کی بالعموم نیت کے پرخلوص یا ظالمانہ ہونے کے بارے میں کیا رائے دی۔ 1924ء میں ہندوستان کی حکومت نے قانون ساز اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی کہ انتظامیہ کو یہ اختیار ملنا چاہئے کہ وہ وہ کسی مخصوص سکہ کی قانونی حیثیت کو کسی وقت ختم کر سکے۔ اس پر جب آراء کا اظہار ہوا تو یہ رائے بھی پیش کی گئی کہ یہ معاملہ پہلے کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ اسی رائے کی تائید کرتے ہوئے قائدِاعظم نے ایک مختصر تقریر کی اور اس کے آخر میں کہا:

"I personally do not for a single moment suggest that this Government ,although differently constituted is likely to abuse its power.........."

ذاتی طور پر میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس رائے کا اظہار نہیں کر رہا کہ اس بات کا امکان ہے کہ یہ حکومت اگرچہ اس کی ساخت مختلف ہے، اپنی طاقت کا غلط استعمال کرے گی......۔

(Quaid I Azam M.A.Jinnah ,speeches in the legislative Assembly of India,copmpile by M.Rafique Afzal,printed by Research Society of Pakistan,p4)

1912ء میں یہ مسئلہ اُٹھا کہ ہندوستان کی سول سروس میں مقامی لوگوں کو پہلے سے زیادہ موقع ملنا چاہئے۔ اور اس کا امتحان لندن کی بجائے ہندوستان میں ہونا چاہے۔ قائدِ اعظم بھی ان تجاویز کی حمایت کر رہے تھے۔ تو ایک کمیشن انگلستان سے اس بارے میں تحقیق کرنے کے لیے ہندوستان آیا۔ ممبر اسمبلی کی حیثیت سے قائداعظم اس کمیشن کے سامنے پیش ہوئے اور ان سے بھی سوال کئے گئے۔

جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کے نزیک انصاف مثلاً ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان انصاف کرنا اور عام لوگوں کے فلاح و بہبود کا خیال رکھنا، ہندوستان میں برطانوی حکومت کا طریق ہے کہ نہیں۔ اس کے جواب میں قائداعظم نے کہا یقیناً ایسا ہی ہے۔ ان سے پھر سوال کیا گیا کہ کیا آپ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہے۔ اس پر قائداعظم نے ایک بار پھر ہاں میں ہی جواب دیا۔ پھر سوال کیا گیا کہ کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ سول سروس میں شامل انگریزوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر حکومت کے نظام میں یہ خصوصیت پیدا کی ہے۔ کیا آپ اس بات کا اعتراف کریں گے۔ اس کے جواب بھی قائدِاعظم نے مثبت میں دیا۔ جب یہ سوال کیا گیا کہ یہ مثبت خصوصیات جن کا ذکر کیا گیا ہے برطانوی حکومت کو اس نظام سے ممتاز کرتی ہیں جو ان کے ہندوستان میں آنے سے پہلے رائج تھا۔ کیا آپ اس بات کا اعتراف کریں گے۔ اس کے جواب میں قائدِاعظم نے کہا کہ ہاں مَیں اس بات سے متفق ہوں اور مَیں اس فرق کو سمجھتا ہوں۔ پھر جب پوچھا گیا کہ کیا آپ کے نزدیک حکومت کی طرز کو برطانوی خطوط پر قائم رکھنا اور اس میں برطانوی نظام کی مزید خصوصیات کو شامل کرنے کی ضرورت ہے؟ تو اس کے جواب میں قائدِاعظم نے کہا:

Our Ideal is England

ہمارا نصب العین انگلستان ہے (یعنی وہاں کا نظام حکومت)

(The Collected Works of Quaid e Azam Mohammad Ali Jinnah vol 1,compiled by Syed Sharifuddin Pirzada,EWP 1984p72)

واضح رہے کہ یہ ان مواقع کی تقریروں کے اقتباسات ہیں یا موخرالذکر حوالہ اس کمیشن کے روبرو ہے جب کہ حکومت سے مزید حقوق کا تقاضا کیا جا رہا تھا۔ اور اس بات کا مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ ہندوستانیوں کو زیادہ سے زیادہ سول سروس میں لیا جائے۔ لیکن اس کے لئے کیا انداز اختیار کیا جا رہا تھا اور کیا سوچ نظر آ رہی تھی وہ بالکل واضح ہے۔ جب بعض مصنفین جماعتِ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو تعصب کی ناؤ میں بیٹھ کر حقائق کی دنیا سے بہت دور نکل آتے ہیں اور اسی رو میں وہ پہلے برطانوی حکومت کے خلاف اس قسم کے جذبات کا ظہار کر کے پھر جماعتِ احمدیہ پر نیش زنی کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی بھی پہلو سے اس وقت کی حکومت کی تعریف کی تو کیوں کی۔ جیسا کہ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''انگریز اس ملک میں محض نا خدا ترس فرمانروا اور جابر حاکم نہ تھے بلکہ وہ ایک ایسی تہذیب کے علمبردار بھی تھے جو اس ملک میں فساد والحاد اور اخلاقی انتشار کا سرچشمہ تھی۔ وہ عملاً ان تمام اقدارِ حیات کے منکر اور ان اخلاقی و دینی معیاروں سے منحرف تھے جن پر اسلام کے اخلاقی واجتماعی نظام کی بنیاد ہے۔ وہ ایک جرائم پیشہ قوم تھے جن کی تاریخ عالمِ اسلام پر مظالم اور سیاس جرائم سے داغ داغ ہے۔''

(قادیانیت مطالعہ و جائزہ، مصنفہ ابولحسن علی ندوی، ناشر مکتبہ دینیات لاہور، صفحہ127)

مذہبی اختلاف اپنی جگہ پر لیکن قائداعظم اور ان مصنف موصوف کی طرز میں جو فرق نظر آ رہا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔

جب 1913ء میں بعض عناصر نے شورش پسندی کے ذریعہ سیاست کرنی چاہی تو حکومت نے اسمبلی میں اس پر قابو پانے کے لئے کچھ قوانین میں تبدیلیاں کرنے کی قرارداد پیش کی۔ اس پر قائداعظم نے اسمبلی میں جو تقریر کی اس میں آپ نے شروع میں ہی کہ شورش پسندی کا رویہ اپنانے والوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

"I also wish to express that every attempt on the part of my countrymen to undermine the authority of the Government and to disturb the law and order,in my opinion deserves the strongest condemnation and the highest punishment.Those men who have a desire to undermine the authority of the Government ,those men who have a desire to disturb law and order ,are in my opinion the biggest enemies of my country and my people.They are today doing the greatest harm to the cause of India."

(The Collected Works of Quaid e Azam Mohammad Ali Jinnah vol 1,compiled by Syed Sharifuddin

(Pirzada,EWP 1984p88

یعنی مَیں اس بات کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کوشش جو میرے ہم وطنوں کی طرف سے حکومت کے اختیار کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے یا جس سے امن وامان میں خلل پڑے اس قابل ہے کہ اس کی شدید مذمت کی جائے اور ایسے شخص کو سخت ترین سزا دینی چاہئے۔ وہ لوگ جن کی خواہش ہے کہ وہ حکومت کے اختیار کو نقصان پہنچائیں، جن کی خواہش ہے کہ وہ امن و امان میں خلل ڈالیں وہ میرے نزدیک میرے ملک اور میری قوم کے بد ترین دشمن ہیں۔ اور وہ ہندوستان کے مفادات کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں۔'

واضح نظر آتا ہے کہ قائدِ اعظم کے نزدیک اس وقت حکومت کو نقصان پہنچا کر یا غیر قانونی طریقے اختیار کر کے صرف ملک کو نقصان پہنچانے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا۔ صحیح طریق صرف یہی تھا کہ قانونی ذرائع اختیار کر کے حکومت تک اپنی آواز پہنچائی جائے۔ اور اس وقت کی حکومت سے قانون کے مطابق تعاون کیا جائے۔ یہ کوئی خوشامد نہیں۔ یہ ایک بالغ نظر سیاستدان کی رائے ہے جو صرف جذبات کی رو میں بہ کر اپنے ہم وطنوں کو مصائب کا نشانہ نہیں بنوانا چاہتا تھا بلکہ ان کی صحیح راہنمائی کر رہا تھا۔

اس وقت ہر شعبہ میں ہندو چھائے ہوئے تھے اور جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت بھی تھی وہاں سرکاری ملازمتوں میں وہ اقلیت میں تھے۔ اور اقتصادی طور پر بھی مسلمان پس رہے تھے۔ مسلمانوں کے مخالف یہ کوشش کر رہے تھے کہ حکومت کو باور کرایا جائے کہ مسلمان حکومت کے لئے خطرہ ہیں اور فائدے وہ خود اُٹھائیں۔ مسلمانوں کے خیر خواہ اور لیڈر حکومت کو یہ مطمئن کرا رہے تھے کہ انہیں مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں۔ انہیں ان کے حقوق ملنے چاہئیں۔ اس وقت مسلمانوں کا دشمن تو وہ تھا جو کہ یہ کہتا پھرے کہ مسلمان حکومت کے خلاف ہیں۔ اور مندرجہ بالا مثالیں اس حقیقت کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔

کیا واقعی انگریز حکومت مسلمانوں سے بہت خائف تھی؟

اس حوالے سے مخالف مصنفین جو افسانہ بناتے ہیں اس کی بنیاد یہی خیال ہوتا ہے کہ انگریز اس وقت اس بات سے بہت خائف تھے کہ مسلمان ان کی مخالفت کر رہے ہیں اور خاص طور پر مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے حکومت بہت پریشان تھی۔ اس لئے انہوں نے ایک ایسی جماعت پیدا کی جو کہ جذبہ جہاد کو ختم کر سکے۔ جیسا کہ دیوبند کے جریدے نے ختم نبوت نمبر میں یہ نظریہ پیش کیا:

'دوسرے یہ کہ سارے ملک اور ملتِ اسلامیہ کی بدنصیبی کہیے انگریزوں کو ایسے شخص کی تلاش تھی جس سے وہ سودے بازی کر سکیں اور وہ سودے بازی یہ کہ (ا) اس شخص کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنی مخالفت سے باز رکھ سکیں (ب) مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد ختم کر سکیں (ج) مسلمانوں کو اپنا وفادار اور اطاعت گذار بنا سکیں۔ ان تین مقاصد کے لیے انگریز کسی کو اپنا آلہ کار بنانا چاہتے تھے۔'

(ماہنامہ دارالعلوم ،جون جولائی اگست 1987 صفحہ 120)

اس وقت تو وہ خط و کتابت جو کہ اعلیٰ حکام کے درمیان ہوتی تھی خفیہ تھی لیکن جیسا کہ دستور ہے اب اس کا اکثر حصہ منظرِ عام پر آچکا ہے۔ تو اس کا جائزہ لینا چاہئے کہ انگریزوں کو ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایسی پریشانی لاحق بھی تھی کہ نہیں۔

چنانچہ وائسرائے ہند Hardinge نے اپریل 1911ء میں یہ رپورٹ برطانوی حکومت کو بھجوائی:

"At present moment I regard Mahommedan community as the most loyal in India .It is subject of pride to them that they had no share in recent unrest."

اس وقت مسلمان ہندوستان میں سب سے زیادہ وفادار ہیں۔ انہیں اس بات پر فخر ہے کہ انہوں نے حال میں ہونے والی شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad, printed by Meenakshi Prakashan, vol3,p76)

یہ ٹھیک ہے کہ حکومت کو جب کسی طبقہ میں اس بات کا امکان پیدا ہو کہ حکومت کے خلاف مخالفانہ جذبات پیدا ہو سکتے ہیں پریشانی ہوتی ہے۔ اور یقیناً برطانوی حکومت کو بھی کبھی کبھی اس بات کی پریشانی ہوتی ہوگی کہ مسلمانوں میں اس قسم کے جذبات پیدا نہ ہوں لیکن 1911ء میں وائسرائے کا خیال یہی تھا کہ مسلمان ہندوستان میں سب سے زیادہ وفادار ہیں۔ تو اس پس منظر میں انہیں ان کی فرضی مخالفت کو کچلنے کے لئے کسی غیر معمولی قدم اُٹھانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

جماعتِ احمدیہ کے مخالف اہلِ قلم کی رائے

یہاں پر یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ اہلِ قلم اور صحافی جو کہ جماعتِ احمدیہ کی شدید مخالفت کرتے رہے اور یہ الزام بھی لگاتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزوں کی بہت تعریف کی ہے، ان کا اپنا طرزِ عمل کیا تھا؟ ہم اس ضمن میں ظفر علی خان صاحب کی مثال پیش کرتے ہیں۔

1913ء میں ظفر علی خان صاحب نے برطانوی جریدے The Outlook میں ایک خط لکھا۔ اس کے چند خیالات ملاحظہ ہوں۔

"An Indian Muslim Looks upon the British Government as a devine dispensation"

یعنی ایک ہندوستانی مسلمان برطانوی حکومت کو ایک عطیہ خداوندی سمجھتا ہے۔ اور پھر وہ لکھتے ہیں یہ تعلق اتنا شدید ہے کہ عقیدت کی حد تک پہنچا ہوا ہے اور مسلمان یہاں پر برطانوی تسلط کو ایک فطرتی چیز سمجھتے ہیں اور اس کو دوام بخشنے کے لیے ضروری ہے کہ انگلستان ہندوستان کے مسلمانوں سے دوستانہ تعلق رکھے۔

(The Indian Muslims ,compiled by Shan Muhammad, printed by Meenakshi Prakashan, vol3p236)

اور یہی حضرات بعد میں بڑھ چڑھ کر یہ الزام لگاتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں انگریز حکومت کی اتنی تعریف کیوں کی گئی۔

یہ تو صرف چند مثالیں ہیں ورنہ اس طرح کے مواد کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ **حقیقت یہی ہے کہ اس دور کے مسلمان، ان کی نمائندہ سیاسی جماعت، ان کے مذہبی راہنما، ان کے اہلِ قلم سب یہی سمجھتے تھے اور اس بات کا برملا اظہار کرتے تھے کہ سلطنتِ برطانیہ کے ہندوستان آنے سے انہیں امن ملا ہے اور مذہبی آزادی نصیب ہوئی ہے۔ جس انداز میں وہ برطانوی حکومت کی تعریف میں رطب اللسان تھے اس کی چند مثالیں صورتِ حال کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔ وہ ہندوستان میں موجود برطانوی حکومت کو اپنی مذہبی آزادی اور معاشی بقا کے لئے ضروری خیال کرتے تھے اور اس وقت کی حکومت سے برملا مکمل وفاداری کا اعلان کر رہے تھے۔ اس پس منظر میں ان کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں پر یہ اعتراضات اُٹھانا ایک بے معنی بات ہے۔** ہم نے ٹھوس تاریخی حقائق پیش کئے ہیں۔ لیکن کچھ حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے ایک فرضی ماضی بسایا ہوتا ہے۔ جس میں وہ بڑے بڑے ہوائی قلعوں میں رہتے ہیں، جہاں خیالی پلاؤ کی بڑی بڑی ضیافتیں ہوتی ہیں اور ان ہوائی قلعوں کے بام و در سے پدرم سلطان بود کی آوازیں بلند ہو رہی ہوتی ہیں۔ ان معترضین کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

معترضین سے ایک درخواست

ہم نے مضمون کے شروع میں نواز میرانی صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ دیا تھا۔ اس میں مضمون نگار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''تحفہ قیصریہ'' کا حوالہ دیا ہے اور یہ اعتراض کیا ہے کہ نعوذُ باللہ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ وکٹوریہ کی خوشامد کے لئے لکھی تھی۔ یا تو اس مضمون نگار نے صرف تحفۂ قیصریہ کا سرورق پڑھا تھا اور کسی اور مخالف کی کتاب سے حوالے نقل کر دیئے ہیں یا پھر وہ عمداً حقائق کو چھپا کر اپنے مخالفانہ جذبات کی تسکین کر رہے ہیں۔

ہم ان کے علم میں یہ اضافہ کرتے جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ وکٹوریہ کے نام خط پر مشتمل صرف ایک نہیں بلکہ دو تصانیف تحریر فرمائی تھیں۔ ان میں سے پہلی تحفۂ قیصریہ تھی جو کہ 1897ء میں ملکہ کو بھجوائی گئی اور اس کا اردو ترجمہ ہندوستان میں شائع کیا گیا۔ اور پھر دوسری کتاب جو کہ ''ستارہ قیصریہ'' کے نام سے شائع ہوئی ملکہ وکٹوریہ کو 1899ء میں بھجوائی گئی تھی۔

ان دونوں کتب کا مقصد کیا تھا؟ یہ تو سب جانتے ہیں کہ حکمران انگریزوں اور ملکہ کا مذہب عیسائیت تھا اور اس مذہب کی بنیاد ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پانا اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والا کفارہ ہے۔ اور ملکہ کو محافظِ دین کا لقب بھی دیا گیا تھا۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ خاص طور پر اس دور میں انگریز قوم شاہی خاندان اور اپنے فرمانروا کے مذہبی عقائد کے معاملے میں بہت حساس تھے۔ حتیٰ کہ ایک بادشاہ کو ایک مطلقہ سے شادی جیسے معاملے پر تخت سے محروم ہونا پڑا تھا۔ اور اس وقت کا برطانیہ آج کا برطانیہ نہیں تھا بلکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ پر حکمران تھا۔

اب ہم تحفہ قیصریہ کے مقصد کی طرف آتے ہیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''اس نے (یعنی خدا نے۔ ناقل) مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔''

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 272)

یعنی دنیا کے سب سے بڑے فرمانروا کو یہ لکھا جا رہا ہے کہ تم اور تمہاری قوم جو کہ اس وقت آدھی دنیا پر حکمران تھی، جو عقیدہ رکھتی ہے، مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ اس عقیدہ کی بنیاد ہی غلط ہے۔

پھر حضور تحریر فرماتے ہیں:

''اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو مَیں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔'

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273)

یعنی ملکہ وکٹوریہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ تحریر فرما رہے ہیں کہ تمہارے مذہب کے بنیادی عقائد جو کہ اس مذہب کی بنیاد ہیں اتنے غلط ہیں کہ وہ جسے تم خدا کا بیٹا سمجھتے ہو خود ان سے نفرت کرتا ہے۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملکہ کو لکھتے ہیں کہ جو کچھ عیسائیت کے عقائد آج کل ہیں یہ تو نہ سچی تعلیم ہے اور نہ یہ تعلیم حضرت عیسیٰ نے دی تھی اور کفارہ اور دوسروں کی خاطر لعنت قبول کرنے کا نظریہ تو بالکل خلافِ عقل ہے اور اتنا گستاخانہ ہے کہ اس کو سننے سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک داغ ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا جاتا ہے۔ اور یہ کہ عیسائی پادریوں کی بدفہمی اسلام کے متعلق غلط نظریات کو فروغ دے رہی ہے۔ آپ نے اس پر ہی تبلیغ کو ختم نہیں کیا بلکہ صاف لکھا کہ جس کتاب کو تم مقدس جانتے ہو قرآن مجید ہر طرح اس سے افضل ہے۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اسی طرح قرآن عمیق حکمتوں سے پر ہے۔ اور ہر تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کے لئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔''

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 282)

یعنی ملکہ وکٹوریہ کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اگر کوئی ہدایت دے سکتا ہے تو قرآن ہی دے سکتا ہے انجیل نہیں دے سکتی۔

کوئی ذی شعور اس تحریر کو خوشامدانہ نہیں قرار دے سکتا۔ اس جرأت سے ملکہ اور حکمرانوں کے مذہب کا بطلان ان پر ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور پھر دو سال بعد ستارۂ قیصریہ میں بھی دوبارہ اسی قسم کے مضمون کا خط ملکہ کو بھجوایا گیا۔ **اگر ان معترضین کے اعتراضوں میں کچھ بھی حقیقت ہے تو وہ دکھائیں کہ ان کے مذہبی راہنماؤں نے، ان کے مولویوں نے کیا کبھی اس طرح پر اتنی جرأت کے ساتھ ملکہ وکٹوریہ کو ایسا خط لکھا کہ تمہارے عقائد کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اور قرآنِ کریم ہر طرح تمہاری روحانی کتاب سے افضل ہے۔ خود وہ وجود بھی جسے تم خدا سمجھتے ہو تمہارے ان عقائد سے متنفر ہے۔ اور پھر نہ صرف ایسا خط لکھا ہو بلکہ اسے شائع کر کے پورے ملک میں شہرت بھی دے دی ہو۔** انہیں چاہئے کہ اپنا ماضی ٹٹولیں اور ہمیں ایک مثال دکھا دیں۔

ہم اس سے بھی نیچے آتے ہیں کہ **کیا ان کے مذہبی قائدین نے کبھی وائسرائے کو ہی اس طرح حق کا پیغام بھجوایا ہو اور پورے ملک میں اسے شہرت بھی دے دی ہو کہ ہم نے وائسرائے کو یہ پیغام بھجوایا ہے۔ اگر اس کی بھی کوئی مثال ان کے پاس نہیں ہے تو ہمیں یہی بتا دیں کہ کیا ان کے قائدین نے کبھی اس تکرار اور وضاحت کے ساتھ کسی صوبے کے انگریز گورنر کو ہی ایسا تبلیغی خط لکھنے کی جرأت کی تھی۔** جہاں تک ہم نے تحقیق کی ہے تو ہمیں نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ہمیں ایک مثال بھی نہ مل سکی کہ کسی اور نے ملکہ تو ایک طرف رہی اس کے وائسرائے کو یا گورنر کو اس طرز پر پیغام حق پہنچایا ہو۔ اب اس کا ثبوت دینا ان لوگوں کے ذمہ ہے جو تحفہ قیصریہ کو پڑھے بغیر اعتراضات اُٹھانے کی غلطی کر بیٹھے ہیں۔

نماز جنازہ

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 25؍فروری 2010ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اور مکرم شیخ محمد امجد صاحب** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں محمود احمد صاحب مرحوم) مورڈن۔ یوکے 22 فروری 2010ء کو بعارضہ کینسر 67 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ نہایت نیک، دعاگو اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ آپ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب (انچارج جائیداد وتعمیرات مرکزی و افسر جلسہ سالانہ یوکے) کی نسبتی ہمشیرہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم شیخ محمد امجد صاحب (ابن مکرم شیخ محمد یوسف صاحب مرحوم آف فیصل آباد) بالہم۔ یوکے 23 فروری 2010ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ گزشتہ دس سال سے اپنی جماعت میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ آپ کو 1984ء میں فیصل آباد میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ دومرتبہ اپنی پراپرٹی بیچکر رقم قادیان اور سیرالیون میں مساجد کے لئے پیش کرنے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور اہلیہ شامل ہیں۔ آپ مکرم عبادہ بربوش صاحب کے ہمزلف تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ کنیز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالحمید شرما صاحب)۔ کینیڈا

4 جنوری 2010ء کو مختصر علالت کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت شیخ عبدالرحیم شرما صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور مولوی غلام نبی صاحب مرحوم ایڈیٹر الفضل کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ آپ کو رمضان میں بڑی باقاعدگی سے اعتکاف کی توفیق ملتی رہی۔ آپ نے اپنے شوہر، بیٹے اور داماد کی شہادتوں کو بڑے صبر اور حوصلے سے برداشت کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم خلیفہ سلیم الدین صاحب۔ (ابن مکرم خلیفہ علیم الدین صاحب مرحوم)۔ امریکہ۔ مرحوم 5 فروری 2010ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ آپ نے امریکہ میں لوکل جماعت میں بطور قاضی سلسلہ اور چیئر مین مسجد کمیٹی خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے ساتھ والہانہ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ مکرم خلیفہ صفی الدین محمود صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

(3) مکرمہ جمیلہ نفیس صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد نفیس صاحب) ربوہ۔ 21 جنوری 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم بشیر احمد صاحب شہید آف بنگلہ دیش کی بیٹی اور مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی کی بڑی بہو تھیں۔ نہایت نیک سیرت، بےنفس، سادہ اور ہمدرد طبیعت کی مالک تھیں۔ جوانی سے ہی تہجد گزار تھیں اور قرآن کریم سے آپ کو بے حد لگاؤ تھا۔ ضرورت مندوں کا خیال رکھتیں اور کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ ربوہ میں مختلف عہدوں پر 20 سال سے زائد عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یاگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ ثریا جبین صاحبہ (اہلیہ مکرم نور احمد صاحب مرحوم۔ سابق صدر چکلالہ راولپنڈی)۔ مرحومہ 17 جنوری 2010ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی والدہ مکرمہ آمنہ بی بی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ نمازوں کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ نہایت ملنسار، سادہ مزاج اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب (نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی) کی ہمشیرہ اور کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کی بھابھی تھیں۔

(5) مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مفتی فضل کریم صاحب) 21 جنوری 2010ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، نہایت خوددار اور باوقار مخلص خاتون تھیں۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا۔

(6) مکرمہ رانی بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر فضل کریم صاحب مرحوم) 26 جنوری 2010 کو ربوہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ نہایت مخلص، صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور جماعت سے پختہ تعلق رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مالی تحریکات میں باقاعدہ اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم نصیر احمد صفدر صاحب (نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ پاکستان) کی والدہ تھیں۔

(7) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک محمد یحییٰ خان صاحب)۔ سندھ 30 جنوری 2010ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت ملک محمد عبداللہ جٹ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور بھانجی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، دعاگو، مہمان نواز اور بہت سے خوبیوں کی مالک تھیں۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔

(8) مکرم عبد القدوس طاہر باجوہ صاحب (ابن مکرم بشارت احمد باجوہ مرحوم)۔ سرگودھا 12 اکتوبر 2009ء کو 25 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نہایت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ اپنی جماعت میں سیکرٹری مال اور قائد مجلس کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ گاؤں میں آپ کا گھرانہ ہی احمدی ہے۔ ان کے اچھے اخلاق وکردار کی وجہ سے سارا گاؤں ان کی عزت کرتا تھا۔ ہر مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(9) مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مشتاق احمد صاحب صدر جماعت چک 354 ج ب قادر آباد۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) 20 مئی 2009ء کو 60 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(10) مکرم عبدالحفیظ صاحب (ابن مکرم قاضی کریم اللہ صاحب آف قادیان) ننکانہ۔ شیخوپورہ 21 مئی 2009ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تقسیم ہند کے بعد ننکانہ کے محکمہ مال میں کام کرتے رہے۔ 1974ء میں مخالفت کی وجہ سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(11) مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب)۔ دارالصدر شمالی ربوہ 31 دسمبر 2009ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نہایت نیک، صوم وصلوۃ کی پابند مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے شورکوٹ میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(12) مکرم خان عبدالصمد خان صاحب۔ (بدرانی داخلی۔ چک نمبر 53 جنوبی ضلع سرگودھا) 27 مارچ 2009ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے 1970 میں بیعت کی تھی۔ اپنی فیملی میں آپ صرف دو بھائی احمدی تھے۔ آپ ایک معروف گھوڑ سوار اور نیزہ باز تھے۔ نہایت مخلص، ملنسار اور مہمان نواز انسان تھے۔ ان کی تدفین اپنے گاؤں میں مقامی مشترکہ قبرستان میں ہوئی لیکن مخالفین کے شور مچانے پر معاملہ عدالت میں پہنچا اور ضلعی انتظامیہ نے اپنی موجودگی میں 13 اپریل کو قبر کشائی کروائی اور دوبارہ ان کی تدفین ربوہ میں ہوئی۔

(13) مکرم پیر سید شعبان احمد تبسم صاحب۔ گوجرانوالہ۔ 13 جنوری 2010ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے گوجرانوالہ میں سیکرٹری مال اور جہلم شہر میں قائد مجلس کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ محمود آباد اسٹیٹ سندھ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے چیف اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ 1974 کے فسادات میں شرپسندوں نے آپ کا گھر جلا دیا تھا جس پر آپ نے انتہائی صبر کا نمونہ دکھایا۔

(14) عزیزم یاسر نعیم صاحب (ابن مکرم نعیم اللہ خان صاحب۔ امیر ضلع خانیوال)

آپ 25 جنوری 2010ء کو شام کے وقت اپنے ٹیوشن سنٹر سے سائیکل پر گھر آرہے تھے کہ سامنے سے آنے والے ایک موٹر سائیکل سے ٹکرا گئے جس سے دماغ میں شدید چوٹ آئی اور ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی عمر 18 سال تھی۔ نمازوں کے پابند، نیک، خاموش طبع، والدین کے فرمانبردار، خدمت گزار اور دوسروں کا درد رکھنے والے مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(15) عزیزم حارث عقیل (ابن مکرم سید عقیل زکریا صاحب)۔ لندن آپ بچپن سے ہی بیمار چلے آرہے تھے اور طویل علالت کے بعد یکم فروری 2010ء کو 15 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 26؍فروری 2010ء قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم نذیر احمد صاحب۔ برسٹل۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 24 فروری 2010ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 59 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا تعلق نارووال سے تھا۔ گزشتہ ایک سال سے یوکے میں مقیم تھیں۔ انتہائی نیک، صالح اور جماعت سے محبت اور خلافت سے فدائیت کا تعلق رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ ان کا جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: رشین زبان میں ترجمہ قرآن مجید
از صفحہ نمبر 16

2008ء میں شائع ہوا۔

ایک اور قابل ذکر اور مستوجب دعا امر یہ ہے کہ اس کی اشاعت کے تقریباً 65% اخراجات جماعت احمدیہ قازقستان کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔ تقریباً 45% اخراجات ادا کرنے کی سعادت تو صرف ایک بھائی کو نام ظاہر نہ کرنے کی خواہش کے ساتھ نصیب ہوئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء"۔

رشین ترجمہ قرآن کی تقریب رونمائی دو دفعہ مختلف جگہوں پر رشیا میں ہوئی۔ پہلی دفعہ 17/مارچ 2008ء کو ہوئی جس میں پچاس کے قریب احباب و خواتین نے شرکت کی۔ اس تقریب میں ماسکو شہر کے مختلف اخبارات و رسائل اور ریڈیو کے نمائندگان بھی شامل تھے۔ جبکہ اسی ترجمہ قرآن کی دوسری تقریب رونمائی 20/مارچ 2008ء کو تاتارستان کے شہر "کاذان" میں عمل میں آئی جہاں پچاس سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ان دونوں مواقع پر مکرم راویل بخارایف صاحب نے اس ترجمہ کی خوبیاں اور خصوصیات کے تفصیلی بیان کے علاوہ جماعت احمدیہ کا تعارف بھی کروایا۔ نیز لوگوں کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

رشین(Russian)زبان میں ترجمہ قرآن مجید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 20/اکتوبر 1944ء کو جن سات زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت سے متعلق خصوصی تحریک فرمائی ان میں روسی زبان بھی شامل تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''قرآن مجید کے سات مختلف زبانوں میں جو تراجم ہو رہے تھے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے ہیں۔ اوران کی ایک اور نقل بینک میں محفوظ کر لی گئی ہے ۔صرف اس بات کا انتظار ہے کہ ہمارے مبلغین ان زبانوں کو سیکھ کران پر نظر ثانی کرلیں تا غلطی کا امکان نہ رہے''۔ (الفضل 28/دسمبر 1946ء)

جماعت احمدیہ کی طرف سے رشین زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا پہلا ایڈیشن 1987ء میں انگلستان سے شائع ہوا۔ مکرم کلیم خاور صاحب جنہیں اس ترجمہ کے سلسلہ میں کام کرنے کی توفیق ملی لکھتے ہیں:

''1975ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک خطاب میں فرمایا کہ روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کافی عرصہ سے تیار پڑا ہے لیکن ہم اسے اس وقت تک طبع نہیں کروائیں گے جب تک جماعت احمدیہ کے کوئی سکالر اسے ایک نظر دیکھ نہ لیں''۔ خاکسار نے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس کا کورس چھوڑ کر روسی زبان سیکھنے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان میں رہتے ہوئے تمام امکانی وسائل کو بروئے کار لاکر روسی زبان کو سیکھا۔...... 1983ء میں وکالت تصنیف ربوہ سے خاکسار کو رشین ترجمہ قرآن کا مسودہ دیا گیا کہ اس کو دیکھا جائے۔ ایک رشین ٹیچر مسز فرینگز کے ہمراہ خاکسار نے اس ترجمہ کو دیکھا اور اس پر غلطیوں کی نشاندہی کی گئی''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مئی 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے تو آپ نے 18/مئی 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''قرآن کریم کی اشاعت کے کام کو تیز کرنا ہے اور نئی زبانوں میں اب اس کو شائع کرنا ہے''۔

اسی ضمن میں آپ نے روسی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''روسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ موجود تو ہے لیکن ہمیں ابھی تسلّی نہیں کہ وہ بعینہٖ قرآن کے مطابق بھی ہے کہ نہیں۔ اس لئے کچھ روسی جاننے والے سکالرز کی ضرورت ہے اور کچھ کو ہم تیار کر رہے ہیں۔ وہ تو ایسے ہیں اللہ کے فضل سے جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہیں، دین کا علم بھی خوب جانتے ہیں اور اگر وہ روسی زبان سیکھ جائیں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ تسلّی ہوگی کہ یہ جو ہمارا ترجمہ ہے قرآن کے مطابق ہے بالکل۔ مگر ابھی اگر دنیا میں کہیں روسی زبان کے احمدی ماہرین ہوں جیسا کہ ہندوستان میں مجھے علم ہے کہ ایک ہیں...... بہرحال جس کے کان میں بھی میری آواز پڑے وہ روسی زبان میں مدد کر سکتا ہو تو اسے اپنا نام پیش کرنا چاہئے''۔ (خطبات طاہر۔ جلد سوم۔ صفحہ 264۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 18/مئی 1984ء)

حضور انور کے ارشاد پر 1985ء میں مکرم کلیم خاور صاحب انگلستان آئے اور حضور انور نے انڈیا سے مکرم ڈاکٹر صابر الدین صدیقی صاحب آف رڑکی کو رشین زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کی نظر ثانی اور تکمیل کے لئے لندن آنے کا پیغام بھجوایا۔ مکرم پروفیسر صابر الدین صدیقی صاحب نے 1980ء میں ماسکو سٹیٹ یونیورسٹی(MSU) سے رشین لٹریچر میں ڈاکٹریٹ کی تھی اور 1981ء میں آپ نے یونیورسٹی آف رڑکی کو Join کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ مجھے حضور کا یہ ارشاد مکرم مبارک احمد ساقی صاحب نے دیا۔ یہ میرے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا لیکن مَیں یہ بھی جانتا تھا کہ یہ کام بہت ہی اہم اور غیر معمولی محنت اور ذمہ داری کا ہے۔ مَیں نے اپنے والدین کو اس بارہ میں بتایا تو انہوں نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا اور مجھے لندن جانے کی اجازت دیتے ہوئے دعاؤں سے نوازا اور نصیحت کی کہ اس کام کو وقف کی روح کے ساتھ انجام دیا جائے۔ چنانچہ خاکسار جون 1985ء کے پہلے ہفتہ میں لندن پہنچا۔ حضور انور سے ملاقات میں معلوم ہوا کہ خاکسار کے والد محترم جناب قمر الدین صدیقی صاحب کی حیدرآباد سندھ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات ہوئی تو اس موقع پر روسی ترجمہ قرآن پر نظر ثانی کے کام میں مجھے شامل کرنے کا خیال سامنے آیا تھا۔

حضور رحمہ اللہ نے مکرم صابر الدین صدیقی صاحب کو بتایا کہ قریباً چالیس سال پہلے ایک رشین پادری سے یہ ترجمہ کروایا گیا تھا جو اکتوبر 1917ء کے انقلاب کے بعد رشیا سے ہجرت کر کے یورپ آیا تھا۔

حضور نے ترجمہ کے استناد کا جائزہ لینے اور اس کام کو مکمل کرنے کے سلسلہ میں مکرم صابر صاحب کو ہدایات ارشاد فرمائیں اور اگلے روز سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں روسی ترجمہ کی نظر ثانی کا کام بھرپور طریق پر شروع ہوگیا۔ مکرم کلیم خاور صاحب کو اس سلسلہ میں آپ کی معاونت کی توفیق ملی۔ چونکہ مکرم صابر الدین صدیقی صاحب یونیورسٹی آف رڑکی میں لیکچرار تھے اور موسم گرما کی رخصتوں کے بعد آپ نے واپس ڈیوٹی پر حاضر ہونا تھا اور نظر ثانی کا کام بہت ہی محنت اور توجہ اور وقت کا متقاضی تھا۔ اس لئے آپ نے اوسطاً اٹھارہ گھنٹے روزانہ کے حساب سے اس مقدس کام کے لئے وقت دیا۔ اور 15/جولائی 1985ء تک ترجمہ کی نظر ثانی کا کام مکمل کرنے کی توفیق پائی۔

آپ لکھتے ہیں کہ رشین پادری کا ترجمہ کافی معیاری تھا اور پوری دیانتداری سے کیا گیا تھا۔ لیکن آخری سورتوں کے ترجمہ میں کافی غلطیاں تھیں اور بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے عمداً شرارت سے ترجمہ میں اصل عبارت سے انحراف کیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ پادری صاحب خود سارا ترجمہ مکمل نہ کر سکے ہوں اور کسی اور مترجم سے مدد لی گئی ہو جس نے ان حصوں کے ترجمہ میں غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ یا جو بھی وجہ تھی لیکن آخری سورتوں کا ترجمہ نئے سرے سے کرنے کی ضرورت تھی۔ ترجمہ کی نظر ثانی کے کام کی ہفتہ وار رپورٹ حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی اور حضورؒ کی رہنمائی اور دعائیں حاصل کی جاتی تھیں۔ حضور کی ہدایت پر ان سورتوں کا ترجمہ مکرم صابر الدین صدیقی صاحب نے خود کیا اور 15/جولائی 1985ء تک اسے مکمل کر لیا۔ 17/جولائی 1985ء کو آپ واپس انڈیا چلے گئے۔ انڈیکس کا ترجمہ باقی تھا جو آپ نے یونیورسٹی میں دیگر مصروفیات کی وجہ سے تین ماہ کے عرصہ میں مکمل کیا۔

اس کے بعد اس کی کمپوزنگ کا کام شروع ہوا۔ مکرم کلیم خاور صاحب نے مکرم قانتہ قریشی صاحبہ بنت مکرم خالد اختر صاحب آف لندن کی معاونت سے پروف ریڈنگ مکمل کی اور بالآخر 1987ء میں رشین ترجمہ قرآن کریم زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ یہ ترجمہ قرآن کریم 21x15 سائز کے 682 صفحات پر مشتمل ہے اور Richard Clay LTd, Bungay,Suffolk پریس سے طبع ہوا۔

یہ رشین ترجمہ قرآن حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ 1955ء کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا۔

رشین ترجمہ قرآن کی اشاعت پر اٹھنے والا تمام خرچ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب نے اپنے والد محترم چوہدری تاج محمد صاحب کی طرف سے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

رشین ترجمہ قرآن کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر جنوری 1999ء میں شروع ہوا۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس اردو ترجمہ قرآن مجید کو بنیاد بنایا گیا جس میں قرآن کریم کی سورتوں کے مضامین کا تعارف اور منتخب آیات پر تشریحی نوٹس بھی شائع کئے گئے ہیں۔ یہ ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم خالد احمد صاحب مبلغ سلسلہ ماسکو (حال انچارج رشین ڈیسک لندن) اور مکرم رستم حماد ولی صاحب معلم وصدر جماعت احمدیہ ماسکو کو حاصل ہوئی۔ ترجمہ کا کام جولائی 2004ء تک ماسکو میں جاری رہا۔ جلسہ سالانہ یوکے 2004ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن سے سورتوں کے مضامین کا تعارف اور منتخب آیات پر تشریحی نوٹس کے رشین ترجمہ کا کام بھی شروع کیا گیا۔ اسی طرح رشین ترجمہ قرآن کا یہ جدید ایڈیشن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کے 2002ء کے ایڈیشن کے عین مطابق ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس کی نظر ثانی مکرم راویل بخارایف صاحب نے مکرم خالد احمد صاحب اور مکرم رستم حماد ولی صاحب کے ساتھ مل کر کی۔ اس ترجمہ کے ساتھ عربی متن کی پیسٹنگ وغیرہ کا کام مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب وکیل الاشاعت ربوہ کی زیر نگرانی ہوا۔ اس کام میں مکرم محمد اشرف اسحاق صاحب، مکرم سید منصور احمد صاحب، مکرم شیخ نصیر احمد صاحب، مکرم قریشی کلیم احمد صاحب، مکرم یاسر منصور صاحب اور مکرم راشد محمود راشد صاحب نے معاونت کی۔

رشین ترجمہ قرآن کا یہ دوسرا اور نیا ایڈیشن 2006ء میں یوکے میں طبع ہوا اور جولائی 2007ء میں اسے ماسکو (رشیا) سے تین ہزار کی تعداد میں ری پرنٹ کیا گیا۔

قرآن مجید کے اس نئے رشین ترجمہ کا ایک اور ایڈیشن 2008ء میں قازقستان کے شہر 'الماتی' میں تین ہزار کی تعداد میں طبع ہوا۔ اس ایڈیشن میں قرآنی مضامین کا انڈیکس بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کی تیاری اور طباعت پر ہونے والے کام کی بابت مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب مبلغ قازقستان لکھتے ہیں:

''یہ رشین ترجمہ جو کہ لندن اور ماسکو میں شائع ہو چکا تھا مضامین کے انڈیکس کے بغیر تھا۔ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ اگر ہم اس میں انڈیکس بھی شامل کرلیں تو ترجمہ قرآن کی افادیت کو چار چاند لگ جائیں گے۔ کیونکہ اب تک جتنے بھی تراجم قرآن شائع ہوئے ہیں ان میں صرف جماعت کی طرف سے شائع کردہ پرانا ترجمہ قرآن ہی ایسا ہے جس میں ایک مختصر انڈیکس تھا جو کہ اس کی مقبولیت کی ایک وجہ رہا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کے آخر پر شائع شدہ تفصیلی انڈیکس کا اردو سے رشین ترجمہ کروایا گیا۔ اس ترجمہ کو ٹائپ کرنے کی سعادت ہماری ایک احمدی بہن سلطانو واصولیہ صاحبہ کے حصہ میں آئی۔ جبکہ ڈیزائننگ، حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب، اصلاح اغلاط وغیرہ کا دیگر کمپیوٹر ورک عزیزم سید حبیب طاہر بخاری نے انجام دیا۔ ترجمہ کی اصلاح اور نظر ثانی کا اہم ترین کام مکرم خالد احمد صاحب اور مکرم رستم صاحب آف ماسکو اور مکرم نورم صاحب آف الماتی نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے انجام دیا۔ رشین ترجمہ قرآن کے مطابق سورتوں، آیات اور صفحات نمبر اور حوالہ جات وغیرہ کے اندراج کا کام خاکسار کو کرنے کی توفیق ملی۔ کئی افراد کی تقریباً آٹھ ماہ کی محنت شاقہ کے بعد انڈیکس تیار ہوا۔ اب اشاعت کا مرحلہ درپیش تھا۔ اس کے لئے ہم نے قازقستان کے سب سے بڑے، جدید اور اچھے پریس Daur کا انتخاب کیا۔ جس سے قبل ازیں ہم ازبک ترجمہ قرآن شائع کروا چکے تھے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد بہت عمدہ، خوبصورت اور مضبوط جلد میں تیار ہو کر ترجمہ قرآن ہمیں مل گیا۔ یہ ترجمہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت حاجی فیض الحق خانصاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ 19/مارچ 2008ء میں مکرم احسان الحق خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کے قلم سے اُن کے والد حضرت حاجی فیض الحق خان صاحبؓ سابق امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

قادیان قریباً چھ میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں فیض اللہ چک کے ایک زمیندار حضرت حاجی نور محمد صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپؓ کے چار بیٹوں میں حضرت حاجی فیض الحق خان صاحبؓ سب سے بڑے تھے جو 1896ء میں پیدا ہوئے۔ قادیان میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور میٹرک کرنے کے بعد آرڈیننس ڈپو میں بطور کلرک ملازمت کا آغاز کیا اور 1956ء میں بحیثیت آرڈیننس افسر ریٹائر ہوئے۔ ملازمت کے دوران ہندوستان کے مختلف شہروں میں متعین رہے اور جماعتی وابستگی بھی قائم رکھی یہی وجہ ہے کہ کوئٹہ کی ابتدائی مسجد بھی آپ کی امارت کے دوران تعمیر ہوئی جو آج کل حکومت نے سیل کی ہوئی ہے۔ محض خدا کا فضل ہے کہ کوئٹہ کی موجودہ مسجد کی تعمیر خاکسار کی امارت کے دوران ہوئی۔

حضرت فیض الحق خانصاحبؓ احمدیت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ فوجی ملازمت کے دوران بھی داڑھی رکھی ہوئی تھی اور پگڑی کا استعمال بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کی پگڑی کی شکایت جنرل محمد ایوب خان سے کی گئی تو اُن کے پوچھنے پر آپ نے جواب دیا کہ شکل اور لباس کے اعتبار سے میں اکیلا ہی مسلمان نظر آتا ہوں اور یہ کہ دوسرے چاہتے ہیں کہ میں بھی ان کے جیسا ہی بن جاؤں۔ اِس پر انہوں نے بڑے جلال سے کہا کہ جب تک میں ہوں آپ اسی لباس میں رہیں گے۔

آپؓ دو مرتبہ کوئٹہ کے امیر منتخب ہوئے۔ خلافت سے محبت، سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ، نماز باجماعت اور نوافل کی ادائیگی آپؓ کا معمول تھا۔ تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کا بیشتر حصہ حفظ بھی کر رکھا تھا۔ اہل خانہ کے ساتھ جلسہ سالانہ ربوہ میں اہتمام سے شرکت کرتے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ آپ نے کاروبار کیا مگر ناتجربہ کاری کی بنا پر خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ریٹائرڈ احمدیوں کو پانچ سالہ وقف کی تحریک پر خود کو 65 سال کی عمر میں پیش کر دیا اور نائیجیریا چلے گئے۔ وہاں قریباً ساڑھے تین برس تک احمدیت کی دعوت میں مشغول رہے تاہم نائیجیریا کے نامساعد حالات اور ناسازی طبع کے باعث پانچ سال مکمل نہ کر سکے۔

آپؓ ایک مثالی احمدی تھے اور بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ باجماعت نماز میں اگر سستی ہو جاتی تو بہت برا مناتے۔ طرز زندگی نہایت ہی سادہ تھا۔ بڑے دعا گو انسان تھے۔ نائیجیریا میں قیام کے دوران ایک غیر احمدی پاکستانی ڈاکٹر آپؓ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ اُن کی صرف ایک بیٹی تھی اور اُن کے مطابق ان کی اہلیہ مزید اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ تھیں۔ اس آپؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے جس نے حضرت مریم کو بغیر خاوند کے بچہ دیا تھا اور اس مریم (یعنی ڈاکٹر کی اہلیہ) کا تو خاوند موجود ہے۔ پھر فرمایا میں دعا کروں گا اللہ تعالیٰ ضرور بیٹا عطا فرمائے گا۔ اس واقعہ کو دس برس گزر جانے کے بعد جب آپؓ واپس پاکستان آچکے تھے لیکن اُن کے لئے دعا مسلسل کر رہے تھے تو ڈاکٹر صاحب کا خط آیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر آپؓ کو آخری دیدار کے وقت حضورؓ کی پیشانی پر بوسہ دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپؓ بہت ایثار کرنے والے تھے۔ چھوٹے بھائیوں کے تعلیمی اور دیگر اخراجات کو تکلیف اٹھا کر برداشت کیا۔

1982ء میں یورپ آنے کا موقع بھی ملا اور سپین میں مسجد بشارت کے افتتاح میں شامل ہوئے۔ اسی سال 14 دسمبر کو ساہیوال میں وفات پائی جہاں آپ جلسہ سالانہ ربوہ پر جانے کے لئے اپنی بیٹی کے ہاں مقیم تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ آپ نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 20 مئی 2008ء میں مکرم امۃ الباری ناصر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت نعمت عظمیٰ ہے رحمت اور برکت ہے
یہ حبل اللہ یک جہتی ہے یک رنگی ہے وحدت ہے
خلافت ڈھال ہے، سایہ ہے اور باران رحمت ہے
خلافت باعث تسکین دیں، شر سے حفاظت ہے
خلیفہ اور جماعت ایک جاں ہیں اور دو قالب
خدا کے پیار کی جاذب یہ دو طرفہ محبت ہے
خدا نے خود لگایا ہے یہ پودا خود سنبھالے گا
خدا سے لڑتا ہے جس کو خلافت سے عداوت ہے

مکرم میجر (ر) عبداللطیف صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ 24/مارچ 2008ء میں مکرم میجر عبداللطیف صاحب سابق نائب امیر ضلع لاہور کا ذکر خیر مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ مکرم میجر عبداللطیف صاحب کے ساتھ خاکسار کو 7 سال تک بطور محاسب اور پھر 15 سال بطور صدر حلقہ کام کرنے کا موقع بھی ملا۔ آپ وقت کے پابند کبھی چھٹی نہ کرنے والے، جملہ شعبہ جات کی ذاتی نگرانی کرنے والے، جماعتی کام کو ذاتی کام پر اوّلیت دینے والے، اصولوں کے پابند اور بے حد اطاعت گزار تھے۔ ایک جرأت مند اور پُرعزم قائد اور انتھک خادم سلسلہ تھے۔ اختلاف رائے یا ناراضگی بھی ہو جاتی تو بھی دل میں کبھی کوئی بات نہ رکھتے۔ ہر کسی کی مدد اور عہدیدار کی دل سے عزت کرتے اور اُس کے لئے دعا بھی کرتے تھے۔

آپ زمانہ طالب علمی میں سلسلہ کا لٹریچر پڑھ کر 1938ء میں احمدی ہوئے۔ پھر مجلس خدام الاحمدیہ دہلی میں قائد مجلس بھی رہے اور تحریک جدید کے دفتر اول میں بھی شامل ہوئے۔ بسلسلہ ملازمت جہاں بھی رہے، بطور عہدیدار خدمت کی توفیق پائی۔ 1962ء میں لاہور آئے تو بحیثیت سیکرٹری ضیافت خدمات کا آغاز کیا۔ 1990ء میں نائب امیر مقرر ہوئے اور پندرہ سال تک یہ خدمت بجالائے۔ موصی تھے۔ 21/مارچ 2005ء کو لاہور میں وفات پائی۔

جہانگیر خان

ماہنامہ "خالد" ربوہ جنوری 2008ء میں مکرم قیصر محمود صاحب نے سکواش کی دنیا کے عظیم کھلاڑی جہانگیر خان کا تعارف کروایا ہے۔

جہانگیر خان 10 دسمبر 1963ء کو پیدا ہوا۔ اس نے اپنے کیریئر میں چھ مرتبہ ورلڈ اوپن اور دس مرتبہ برٹش اوپن جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ تین مرتبہ رنر اَپ بھی رہے۔ 1993ء میں کھیل سے ریٹائرڈ ہو گئے۔ 2002ء سے ورلڈ سکواش فیڈریشن کے صدر ہیں۔

جہانگیر خان کو ابتدائی تربیت ان کے والد روشن خان نے دی جو خود بھی 1957ء میں برٹش اوپن جیت چکے تھے۔ اس کے بعد ان کے کزن رحمت خان نے ان کی کوچنگ کی۔ 1979ء میں جہانگیر کو ان کی بیماری اور کمزوری کے باعث آسٹریلیا میں ہونے والی چیمپین شپ کے لئے منتخب نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے اپنے طور پر ورلڈ امیچور چیمپین شپ میں حصہ لیا اور صرف 15 سال کی عمر میں یہ اعزاز جیت کر ریکارڈ قائم کیا۔

جہانگیر خان کے بڑے بھائی طورسم خان خود بھی سکواش کے عمدہ کھلاڑی تھے۔ 1979ء میں انہوں نے ورلڈ رینکنگ میں 13 ویں پوزیشن حاصل کی اور انٹرنیشنل سکواش پلیئرز ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ اپنی عمدہ فارم کے باوجود انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ سکواش سے ریٹائرمنٹ لے کر اپنی ساری توجہ جہانگیر کی ٹریننگ پر مرکوز کریں گے۔ لیکن نومبر 1979ء میں وہ آسٹریلیا میں ایک میچ کے دوران ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اس صدمہ سے جہانگیر پر بہت گہرا اثر پڑا اور یہی حادثہ جہانگیر کی سکواش کی زندگی کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔

1981ء میں جہانگیر نے صرف 17 سال کی عمر میں جیف ہنٹ کو شکست دے کر ورلڈ اوپن کا اعزاز حاصل کیا۔ یہاں سے جہانگیر کی فتوحات کا وہ سفر شروع ہوا جو مسلسل 555 میچز اور 5 سال سے زائد عرصہ پر محیط تھا۔ 1982ء میں ہونے والی انٹرنیشنل سکواش پلیئر ایسوسی ایشن چمپئن شپ میں جہانگیر نے اپنے مخالف کسی کھلاڑی کو بھی کسی میچ میں کوئی پوائنٹ حاصل نہیں کرنے دیا۔ مسلسل فتوحات کا یہ سلسلہ 1986ء میں نیوزی لینڈ کے راس نارمن کے ہاتھوں شکست سے ختم ہوا۔

1983ء سے 1986ء تک جہانگیر نے اپنی صلاحیتوں کا سکّہ امریکہ میں ہونے والی تیز بال کے ساتھ کھیلی جانے والی ہارڈ بال سکواش میں بھی منوایا۔ انہوں نے 13 ٹورنامنٹس میں حصہ لیا اور 12 میں کامیابی حاصل کی۔

1986ء کے آخر پر پشاور کے ایک گاؤں سے ایک اور عظیم کھلاڑی جان شیر خان کی آمد ہوئی۔ 18 سالہ جان شیر نے ستمبر 1987ء میں ہانگ کانگ اوپن میں جہانگیر کو شکست دے کر سب کو حیران کر دیا۔ اس کے بعد مسلسل 8 مقابلوں میں جان شیر نے جہانگیر کو مات دی۔ لیکن جہانگیر نے اگلے 15 مقابلوں میں سے 11 میں کامیابی حاصل کی۔ 1988ء کے ورلڈ اوپن کا فائنل بھی ان دونوں کے درمیان کھیلا گیا جس میں جہانگیر کو فتح ہوئی۔ دونوں حریف 37 مرتبہ مدمقابل آئے جن میں جہانگیر کو 18 اور جان شیر کو 19 مرتبہ کامیابی ملی۔

سکواش کی دنیا میں The Conqueror کے نام سے پہچانے جانے والے جہانگیر خان کے متعلق کھیلوں کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ انہیں سکواش کی دنیا میں وہی حیثیت حاصل ہے جو باکسنگ میں محمد علی کلے، فٹ بال میں پیلے، کرکٹ میں سرڈان بریڈ مین اور ہاکی میں دھیان چند کو حاصل ہے۔ بلاشبہ جہانگیر خان کو سکواش کی دنیا کا سب سے عظیم کھلاڑی تصور کیا جاتا ہے جن کی جھولی میں بے شمار ریکارڈز اور اعزازات ہیں۔ گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں جگہ پانے والے جہانگیر خان کو حکومت پاکستان نے ان کی خدمات کے صلہ میں تمغہ حسن کارکردگی اور ہلال امتیاز کے ساتھ ساتھ Sportsman of the Millennium کے اعزاز سے بھی نوازا۔ لندن میٹروپولیٹن یونیورسٹی نے انہیں اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔ اور TIMES رسالہ نے برصغیر کے گذشتہ 60 سال میں پیدا ہونے والے ہیروز میں جہانگیر خان کو بھی شامل کیا۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 31 مارچ 2008ء میں مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

چین و آرام سے جتنی ہو بسر ہو جائے
سیج پھولوں کی مری رہگزر ہو جائے
برق رفتار سا ہو ایک تعلق ایسا
میں دعا مانگوں اِدھر اور اثر ہو جائے
تا یہ کے میرے قدم ساتھ چلیں گے میرے
جو سفر پیش ہے بے خوف و خطر ہو جائے
مسکراہٹ یہ سجا لی ہے لبوں پر عظمت
کچھ مرے درد کی ان کو نہ خبر ہو جائے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
30th April 2010 – 6th May 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 30th April 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat
00:55	Insight & Science and Medicine Review
01:35	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th April 1997.
03:00	MTA World News & Khabarnama
04:00	Historic Facts: part 24.
04:55	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 12th August 1994.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05	Children's class with Huzoor, recorded on 28th February 2010.
08:15	Siraiki Service
09:05	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 25th March 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon
13:15	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News
14:15	Live Shotter Shondhane
15:15	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Friday Sermon [R]
17:20	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 2nd November 2005.
18:00	MTA World News
18:35	Shotter Shondhane [R]
19:35	Arabic Service
20:30	Insight & Science and Medicine Review
21:05	Friday Sermon [R]
22:15	Food for Thought
23:00	Reply to Allegations [R]

Saturday 1st May 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 29th April 1997.
02:50	MTA World News & Khabarnama
03:20	Friday Sermon: rec. on 30th April 2010.
04:25	Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 24th April 2010.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana UK 2003: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th July 2003.
09:00	Friday Sermon [R]
10:05	Indonesian Service
11:00	French Service
12:05	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an: lesson no. 33.
12:30	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:20	Live Shotter Shondhane
14:50	Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor, recorded on 29th March 2009.
16:00	Khabarnama
16:15	Live Rah-e-Huda: interactive talk show
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:10	MTA World News
18:30	Shotter Shondhane [R]
20:00	Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau class with [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]
23:45	Friday Sermon [R]

Sunday 2nd May 2010

00:55	MTA World News & Khabarnama
01:25	Yassarnal Qur'an: lesson no. 33.
01:45	Tilawat
01:55	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 30th April 1997.
03:00	Khabarnama
03:15	Friday Sermon: rec. on 30th April 2010.
04:25	Faith Matters
05:30	Wayne Clements Oil Painting: part 2.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 19th April 2009.
07:20	Faith Matters: part 25.
08:25	Honey Bee
08:55	Jalsa Salana Germany 2003: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 23rd August 2003 from the ladies Jalsa Gah.
10:05	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 29th February 2008.
12:05	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
12:55	Friday Sermon [R]
14:00	Live Shotter Shondhane
15:30	Honey Bee [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20	Faith Matters [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Shotter Shondhane [R]
20:05	Arabic Service
20:35	Honey Bee [R]
21:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat class [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:15	Success Stories

Monday 3rd May 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	International Jama'at News
01:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th May 1997.
03:00	Food for Thought
03:20	MTA World News & Khabarnama
03:35	Friday Sermon: rec. on 30th April 2010.
04:35	Honey Bee
05:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 12th May 1996. Part 1.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 25th April 2009.
08:20	Seerat-un-Nabi (saw)
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st December 1997.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 26th February 2010.
11:15	Jalsa Salana Speeches: Dr. Hafiz Saleh Muhammad Aladin.
12:00	Tilawat & International Jama'at News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 24th April 2009.
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Khabarnama
16:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class [R]
17:35	Le Francais C'est Facile
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th May 1997.
20:30	International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna class [R]
22:10	Jalsa Salana Speeches [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Tuesday 4th May 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:45	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th May 1997.
03:00	MTA World News & Khabarnama
03:35	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st December 1997.
04:30	Jalsa Salana Germany 2003: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 24th August 2003.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05	Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor recorded on 2nd May 2009.
08:10	Question and Answer Session: rec. on 12th May 1996. Part 2.
09:15	MTA Variety: sustainable development for developing countries.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 24th July 2009.
12:05	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:55	Yassarnal Qur'an
13:20	Bangla Shomprochar
14:20	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 29th June 2003.
15:00	Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Question and Answer Session [R]
17:10	Yassarnal Qur'an [R]
17:35	Historic Facts
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 30th April 2010.
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
22:25	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.

Wednesday 5th May 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:25	Yassarnal Qur'an
01:45	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th May 1997.
02:45	Learning Arabic: lesson no. 29.
03:20	MTA World News & Khabarnama
03:50	Question and Answer Session: rec. on 12th May 1996. Part 2.
04:55	MTA Variety: sustainable development for developing countries.
05:30	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 29th June 2003.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Children's class with Huzoor recorded on 3rd May 2009.
07:30	Qisas-ul-Ambiyaa: Hadhrat Adam (as).
08:35	Question and Answer Session: rec. on 8th June 1996.
10:05	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat
12:10	Yassarnal Qur'an
12:35	From the Archives: Friday sermon delivered on 20th July 1984 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:40	Bangla Shomprochar
14:40	Jalsa Salana UK 2003: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 27th July 2003.
16:05	Khabarnama
16:25	Yassarnal Qur'an [R]
16:40	Question and Answer Session [R]
18:10	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th May 1997.
20:30	Qisas-ul-Ambiyaa [R]
21:35	Jalsa Salana UK 2003 [R]
23:05	From the Archives [R]

Thursday 6th May 2010

00:15	MTA World News & Khabarnama
00:55	Tilawat
01:05	Yassarnal Qur'an
01:25	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th May 1997.
02:25	MTA World News & Khabarnama
03:00	From the Archives: rec. 20th July 1984.
04:05	Ken Harris Oil Painting: part 6.
04:30	Jalsa Salana UK 2003: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 27th July 2003.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Annual Waqf-e-Nau Ijtema
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat with Huzoor recorded on 16th May 2009.
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqat: with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 12th May 1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Pushto Muzakrah
12:00	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an
12:50	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 30th April 2010.
13:50	Shotter Shondhane
14:55	Tarjamatul Qur'an Class: : an in-depth explanation of Qur'anic verses, rec. on 17th August 1994.
16:00	Khabarnama
16:25	Yassarnal Qur'an [R]
16:50	English Mulaqat [R]
18:00	MTA World News
18:30	Live Arabic Service [R]
20:30	Faith Matters [R]
21:40	Tarjamatul Qur'an Class: rec. on 17th August 1994.
22:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 23 April, 2010 | Issue No. 17

امریکہ کی ویسٹ کوسٹ کی جماعتوں کے

چوبیسویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

(سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ لاس اینجلیس۔امریکہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ امریکہ کی ویسٹ کوسٹ کے علاقہ جات کی جماعتوں کا 24واں جلسہ سالانہ 25-26-27 دسمبر 2009ء (بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار) مسجد بیت الحمید لاس انجلیس میں منعقد ہوا۔ یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت رہا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

جلسہ میں امسال پہلی مرتبہ 37 جماعتوں کے 1161 سے زائد افراد شامل ہوئے جبکہ گزشتہ سال یہ حاضری صرف 550 تھی۔

جلسہ کے لئے علاقہ کے اخبارات کو پریس ریلیز بھجوائی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخبارات نے تعاون کیا اور ہمارے جلسہ کا کافی چرچا ہوا۔

امسال پولیس کی طرف سے اردگرد کی سڑکوں پر پارکنگ کی خصوصی اجازت دی گئی۔ اسی طرح ہمارے ہمسایہ میں مورمن چرچ نے بھی کاریں پارک کرنے کے لئے اپنی پارکنگ کے استعمال کی اجازت دے دی اس وجہ سے پارکنگ میں کافی سہولت رہی۔

25 دسمبر کو نماز جمعہ کے بعد پہلا اجلاس مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نائب امیر اور صدر جماعت لاس انجلیس ایسٹ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحب نے احباب کو جلسہ میں شامل ہونے پر مبارکباد دی اور جلسہ کی تمام تقاریر کو غور اور توجہ سے سننے کی تلقین کے علاوہ آپس میں پیار و محبت اور سلام کا تحفہ کثرت سے پیش کرنے کی ہدایت دی۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر سید وسیم احمد صاحب نے ''ذکر الٰہی'' کے عنوان پر اور ویسٹ کوسٹ کے مبلغ سلسلہ مکرم مولانا ارشاد احمد ملہی صاحب نے ''قرآن کریم سیکھنے'' کے عنوان پر اور مکرم عاصم انصاری صاحب صدر جماعت اِن لینڈ نے ''کتب حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کی اہمیت'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔

رات کو واقفین نو بچوں کا پروگرام ہوا جس میں بچوں نے تقاریر کیں اور نظمیں پڑھیں۔

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا گیا۔ دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مبلغ انچارج امریکہ نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم ناصر محمود ملک صاحب نے ''نظام جماعت کی اطاعت کی اہمیت'' کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب کی ''اسلام کا پیغام دوسرں تک پہنچانے کا مؤثر طریق'' کے موضوع پر تھی۔ اور تیسری تقریر خاکسار نے ''خلافت کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی اطاعت کریں'' کے عنوان پر کی۔

اس تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر اور نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری جن کی نگرانی میں الاسلام کی ویب سائٹ چل رہی ہے نے انٹرنیٹ کے استعمال کے بارہ میں بعض ہدایات دیں اور مکرم منعم نعیم صاحب نے جو امریکہ جماعت کے نائب امیر بھی ہیں اور ہیومینٹی فرسٹ کے چیئرمین بھی ہیں خدمت انسانیت پر مکرم ڈاکٹر فیضان صاحب کی مدد سے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ کس طرح جماعت ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ مختلف ممالک میں پسماندہ لوگوں کی بےلوث خدمت کر رہی ہے۔

ہفتہ کے روز شام کو لجنہ اماء اللہ نے اپنا الگ جلسے کا پروگرام بنایا۔ اس پروگرام کی صدارت نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ یو ایس اے محترمہ شہناز بٹ صاحبہ نے کی۔ لجنہ کے پروگرام میں تلاوت و نظم کے بعد درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رزاق، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ امن اور صبر کے علمبردار، عورت کا کردار فیملی میں امن قائم کرنے کے لئے اور موجودہ نسل کے لئے خلفائے عظام کے ارشادات و احکامات۔ پروگرام اللہ کے فضل سے اچھا رہا۔

دوسرے دن کے دوسرا سیشن کا آغاز مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ اور نائب امیر کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم ابراہیم نعیم صاحب نے ''حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں آنحضرت ﷺ کا بلند مقام'' کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد مکرم لطیف احمد صاحب صدر جماعت فینکس نے ''مالی قربانی کی اہمیت'' پر تقریر کی۔ بعدہ مکرم ڈاکٹر خالد احمد عطاء صاحب جو ہمارے امریکہ کے نیشنل سیکرٹری وصایا ہیں نے نظام وصیت پر پُرمغز تقریر کی۔

27 دسمبر جلسہ سالانہ کا آخری روز تھا۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک دس بجے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج نے کی۔ آپ نے ''آنحضرت ﷺ کی خدمت انسانیت'' کو موضوع بنایا۔

اس تقریر کے بعد مکرم احسان نصیر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ امریکہ نے تقریر کی۔

مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت امریکہ نے بھی اپنا پیغام بھجوایا اور سب احباب جماعت کو السلام علیکم کا تحفہ بھیجا۔

آخر پر مکرم امجد محمود خان صاحب افسر جلسہ سالانہ نے امسال فوت ہو جانے والے احباب کے اسماء پیش کئے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ اس کے بعد یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ ویسٹ کوسٹ میں شرکت کے لئے گوئٹے مالا سے مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب امیر و مشنری انچارج گوئٹے مالا اور ان کے جنرل سیکرٹری صاحب بھی تشریف لائے اور حاضرین سے خطاب فرمایا اور گوئٹے مالا کے احمدیوں کی طرف سے سب کو محبت بھرا السلام علیکم کا تحفہ دیا۔

اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو جزا دے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے اور سب کارکنان کو اجر عظیم عطا کرے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ گیمبیا کے

چونتیسویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

مختلف موضوعات پر علمی و تربیتی تقاریر۔ غیر از جماعت مہمانوں کی طرف سے جماعت کی گیمبیا میں تعلیمی و طبی میدانوں میں خدمات پر خراج تحسین۔ نیشنل ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ لاکھوں افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔

گیمبیا مغربی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ یہاں احمدیت کا پودا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مبارک عہد میں ساٹھ کی دہائی میں لگا اور اب اللہ کے فضل سے ایک تناور درخت بن چکا ہے احمدیہ ہسپتال اور سکول اللہ کے فضل و کرم سے عزت کا نشان ہیں۔

جماعت احمدیہ گیمبیا ہر سال بڑے اہتمام سے جلسہ سالانہ کا انعقاد کرتی ہے۔ اس دفعہ 2010ء میں چونتیسواں جلسہ سالانہ 4 اپریل کو اختتام پذیر ہوا۔ یہ جلسہ نصرت جہاں سکیم کے تحت بننے والے پہلے ہائی سکول نصرت سینئر سکینڈری سکول (بنڈونگ) بانجل میں 2 اپریل تا 4 اپریل منعقد ہوا۔ جلسہ کی تیاری حسب روایت کئی ماہ پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔ جلسہ سالانہ کمیٹی ہفتہ وار اپنے اجلاس منعقد کر رہی تھی اور انتظامات کو حتمی شکل دے رہی تھی۔ وقار عمل جماعت کی امتیازی شان ہے۔ اللہ کے فضل سے خدام الاحمدیہ نے مہینہ بھر پہلے وقار عمل شروع کر دیئے اور وقار عمل کے ذریعے جلسہ گاہ کو تیار کیا۔ جماعت کے جلسہ میں شرکت کے دعوت نامے اخبارات ریڈیو اور ٹی۔ وی پر کئی دن پہلے سے انگریزی اور مقامی زبانوں میں مشتہر ہو رہے تھے۔ اسی طرح دارالحکومت اور ملک کے مختلف حصوں میں جلسہ سالانہ کے عربی اور انگریزی پوسٹرز دیواروں پر آویزاں کئے گئے تھے۔ یوں 2 اپریل کو جلسہ کا آغاز ہوا۔ جمعرات کو جلسہ گاہ کو اور سٹیج کو انتہائی دیدہ زیب بینرز سے سجا دیا گیا۔ آرائشی دروازوں نے بھی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا۔ مہمانوں کی آمد بدھ سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ مختلف علاقوں سے آنے والے مہمانوں کا ذوق و شوق قابل دید تھا۔ مختلف قوموں کے افراد کا ایک دوسرے سے بغلگیر ہونا اور سلام کا تبادلہ احمدیت کا ایک جماعت ہونے کی خوبصورتی کو اجاگر کر رہا تھا۔ جمعہ پڑھنے کے لئے جلسہ گاہ کے میں ہی اہتمام کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ کے براہ راست خطبہ جمعہ کو سننے کا انتظام بھی تھا۔

خطبہ جمعہ میں خاکسار نے جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد کو بیان کیا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا آغاز فرمایا اور اسے روحانی ترقی کا زینہ قرار دیا ہے۔

نماز جمعہ کے فوراً بعد جماعتی نمائش کا افتتاح ہوا مکرم امیر صاحب نے عمائدین سمیت نمائش دیکھی۔ جماعت گیمبیا کے ماہانہ میگزین ''الاسلام'' کا علیحدہ سٹال خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ دوپہر کے کھانے اور کچھ آرام کے بعد پانچ بجے پہلے سیشن کا آغاز ہوا مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں تقوی پر زور دیا مختلف مدعو مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ہیلتھ اینڈ سوشل ویلفیئر کے وزیر مکرم Dr Baboucar GAye نے جو اللہ کے فضل سے احمدی ہیں نے بتایا کہ انہوں نے دین سیکھا تو احمدیت سے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس ملک پر احمدیت کا احسان ہے کہ قرآن کا اصل علم دیا۔ انہوں نے احمدی بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا کہ ہمیں اپنی روایات کا ہردم خیال کرنا ہوگا۔

مکرم MR MOUDO TOURY honourable جو قومی اسمبلی کے رکن ہیں نے اپنی

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد